يد الله على الجماعة ترمذی لا جماعة إلا بإمارة دارمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان

بانی: محدث العصر، شیخ الحدیث حافظ محمد عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ

بانی: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ

حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

نگران اعلیٰ: صاحبزادہ عارف سلمان روپڑی

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 58 | شمارہ 38 | جمعۃ المبارک 26 ستمبر تا 2 اکتوبر 2014ء | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت

سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهِنَّ أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ "جتنا کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کو ان دس دنوں (ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں) میں پسند ہے اتنا کسی دن میں پسند نہیں۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ہاں جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں مگر کوئی شخص اللہ کی راہ میں جان و مال کے ساتھ شہید ہی ہو جائے (بخاری: 969) اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: مَا مِنْ أَيَّامٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ وَلَا أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الْعَمَلِ فِيهِنَّ مِنْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ فَأَكْثِرُوا فِيهِنَّ مِنَ التَّهْلِيلِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ "اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی عمل اتنا باعظمت اور محبوب نہیں جتنا وہ عمل ہے جو ان دس دنوں میں کیا جائے، پس تم ان دس دنوں میں کثرت سے تہلیل، تکبیر اور تحمید کرو۔" یعنی لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھا کرو۔ (مسند احمد 25:42/7)

9 ذوالحجہ کا روزہ

عرفہ (9 ذوالحجہ) کا روزہ رکھنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے بلکہ آپ ﷺ نے اس کی بہت فضیلت بیان فرمائی ہے فرمان نبوی ﷺ ہے: صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ إِنِّي أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ "عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے، مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ آئندہ اور گذشتہ سال کے گناہ معاف فرما دے گا۔" (سنن ترمذی: 749) نیز دوسری روایت کے الفاظ ہیں: يُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِيَةَ وَالْبَاقِيَةَ "وہ (روزہ) ایک سال پہلے اور آئندہ کا کفارہ بن جاتا ہے۔" (صحیح مسلم: 2747)

www.jaamia.com weekly.tanzeem@gmail.com

درس حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصول امن کے سنہری اصول بزبان رسول مقبول

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَأَةٌ قَالَ: مَنْ هٰذِهِ؟ قَالَتْ: فُلَانَةُ تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا. قَالَ: مَهْ، عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيقُونَ، فَوَاللّٰهِ لَا يَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوا وَكَانَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيْهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ. سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ پاس تشریف لائے تو ان (سیدہ عائشہؓ) کے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی آپ نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ تو سیدہ عائشہؓ نے جواب دیا: یہ فلاں عورت ہے، جو کثرت سے نفلی نمازیں پڑھتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھہرو، تم اس چیز کو لازم پکڑو جس کی تم طاقت رکھتے ہو۔ اللہ کی قسم، اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتا یہاں تک کہ تم خود اکتا جاؤ یعنی تم زیادہ عبادت کرنے کی صورت میں اکتا سکتے ہو اللہ تعالیٰ اجر دینے میں نہیں اکتاتے اور اللہ تعالیٰ کی سب زیادہ عبادت و اطاعت وہ ہے جس کو اختیار کرنے والا اس پر ہمیشگی کرے (بخاری مع شرح الکرمانی کتاب الایمان باب احب الدین الی اللہ ادومہ ج 1 ص 230 رقم الحدیث: 43، مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب فضیلۃ العمل الدائم من قیام اللیل ج 3 جز 6 ص 61 رقم الحدیث: 785)

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام میں بہت زیادہ آسانی رکھی ہے اسی لیے ہر معاملہ میں انسان کو میانہ روی اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے حتیٰ کہ عبادت کے اندر بھی میانہ روی کی تعلیم دیتے ہوئے اسے اللہ تعالیٰ کا محبوب و پسندیدہ عمل قرار دیا ہے کیونکہ طاقت سے زیادہ عبادت کرنے کی وجہ سے بسا اوقات انسان کچھ ہی دنوں بعد اکتا کر عبادت کو ترک کر دیتا ہے، لیکن میانہ روی اختیار کرنے والا عبادت میں ہمیشگی اختیار کر کے اپنے تھوڑے سے عمل کے باعث قرب الٰہی حاصل کر لیتا ہے کیونکہ عمل میں ہمیشگی اجر کی ہمیشگی کا باعث بنتی ہے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اسے اللہ کا پسندیدہ قرار دیا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ قَالَهَا ثَلَاثًا. "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی طرف سے دین میں سختی کرنے والے ہلاک ہو گئے، آپ نے تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا۔" (مسلم کتاب العلم باب من هلك المتنطعون ج 8 جز 16 ص 190 رقم الحدیث: 2670) شریعت مطہرہ میں بے جا سختی اور کرید کرنے والوں کو متنطعون کہا جاتا ہے جبکہ دین میں بے جا سختی لوگوں کو اسلام سے متنفر کرنے کا باعث بنتی ہے۔ اسی طرح ایسی ریاضتیں اور مشقیں جو اہل تصوف نے خود بنا کر رکھی ہیں اور ان کی وجہ سے شریعت مطہرہ میں بے جا سختی اور سنت نبوی سے انحراف پایا جاتا ہے، اسلام قطعاً اس کی اجازت نہیں دیتا اور ایسی موشگافیوں کا ارتکاب وہی لوگ کرتے ہیں جو سنت اور اتباع رسول سے تہی دامن ہوتے ہیں۔

سیدنا انسؓ سے مروی ہے: دَخَلَ النَّبِيُّ الْمَسْجِدَ فَإِذَا حَبْلٌ مَمْدُودٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ فَقَالَ مَا هٰذَا الْحَبْلُ قَالُوا هٰذَا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ فَإِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ حُلُّوهُ لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ فَإِذَا فَتَرَ فَلْيَرْقُدْ. (بقیہ ص: 26)

جماعت اہل حدیث
خصوصی ترجمان
ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور

حافظ عبدالوہاب روپڑی
فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

عمران خان اب کوئی اور کاروبار کرلیں

سیاست کے سینے میں دل نہیں ہوتا، یہاں اقتدار کے لیے بھائی بھائی کے سامنے بلکہ باپ بیٹا آمنے سامنے شمشیر بکف نظر آتے ہیں غیروں کی بات چھوڑیے۔ تاریخ اسلام پر ہی نظر ڈالیں تو انسان دنگ رہ جاتا ہے کہ اقتدار کی سیاست کتنی بے رحم ہوتی ہے، یہ تو ماں بیٹے کی محبت بھی چھین لیتی ہے۔ اسی طرح سیاسی رہنما کی عوام میں مقبول اور مردود کے درمیان صرف ایک غلطی کافی ہوتی ہے۔ 1977ء میں تحریک نفاذ نظام مصطفی ﷺ شروع ہوئی۔ اتنی منظم اور اتنی عظیم تحریک پاکستان میں نہ کبھی پہلے دیکھی گئی تھی اور نہ ہی آئندہ اُمید کی جا سکتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ نفاذ نظام مصطفی ﷺ کے نام پر شروع کی گئی تحریک ذوالفقار علی بھٹو کے اقتدار سے علیحدگی پر اپنا مقصد حاصل کر کے ختم ہو گئی، اس وقت میرا موضوع اس تحریک کے مضمرات نہیں ہے اور نہ ہی یہ موضوع ہے کہ ایک مولانا صاحب بجبہ و دستار نے جنھیں مرنے کے بعد ان کے معتقدین اتحاد و امت کے سالار کے طور پر پیش کرتے ہیں انھوں نے شرط رکھی تھی کہ اگر اہلحدیث کو نو ستاروں میں شامل کیا گیا تو وہ اس تحریک سے الگ ہو جائیں گے۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ نے اپنی جماعت کو یہ کہہ کر اس تحریک میں بھرپور حصہ لینے کا پیغام دیا تھا کہ چاند ستاروں میں شامل نہیں ہوتا لیکن اس کی روشنی آسمان کے سارے ستاروں سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ ادھر حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کی زیر قیادت اہلحدیث نے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ لاہور کی مال روڈ پر فوج نے تین بار سرخ لکیر لگائی کہ اگر یہ لکیر کراس کی تو گولی ماردی جائے گی، تینوں بار علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ نے کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے سرخ لکیر عبور کی۔ پورے ملک میں اہلحدیث نے اس تحریک کی روح رواں ہونے کا ثبوت دیا۔ اس تحریک کے صدر جمعیۃ علمائے اسلام کے مفتی محمود تھے اور جنرل سیکرٹری کا عہدہ جمعیۃ علماء پاکستان کے حصے میں آیا تھا۔ اس جماعت نے یہ عہدہ ایک نامور وکیل، ہردلعزیز شخصیت جناب رفیق احمد باجوہ کے سپرد کیا۔

رفیق باجوہ نے اس عہدے کا حق ادا کر دیا اور اپنی شہرت کے عروج پر پہنچے۔ اس دوران ان سے

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
معاون مدیر: مولانا شاہد محمود جانباز
منیجر: حافظ عبدالظاہر عاذب 0300-8001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: حافظ عظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث	1
اداریہ	2
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ الاعراف	7
قربانی کتاب وسنت کے آئینہ میں	10
عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت	13

زر تعاون

فی پرچہ ...... 10 روپے
سالانہ ...... 500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

ایک غلطی ہوگئی کہ بھٹو صاحب سے ملاقات کے لیے باجوہ صاحب نے لاہور سے راولپنڈی کا سفر ہوائی جہاز سے کیا اور یہ سفر انتہائی خفیہ تھا۔ لاہور ایئرپورٹ پر پی، آئی، اے کے کسی ملازم نے انھیں دیکھ لیا، اس نے راولپنڈی ایئرپورٹ پر اپنے کسی دوست کو فون کر دیا اس نے پنڈی کے پی، این، اے کے دفتر میں اطلاع کر دی۔ باجوہ صاحب کے لاہور سے پنڈی پہنچے تک پورا شہر ان کے استقبال کو اُمڈ آیا۔ باجوہ صاحب سے دوسری غلطی یہ ہوگئی کہ اب انھیں بھٹو صاحب سے ملاقات ملتوی کر دینی چاہیے تھی لیکن وہ مجمع سے مختصر خطاب کے بعد نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ بھٹو صاحب سے ملاقات تو ہوگئی لیکن یہ ملاقات مخفی نہ رہ سکی اور باجوہ صاحب مقبولیت کی اوج ثریا سے لڑھکتے ہوئے مردودیت کی تحت الثریٰ تک پہنچ گئے۔ بے چارے نے بہت چیخ و پکار کی کہ یہ ملاقات میں نے اپنے قائد کے حکم پر کی تھی لیکن ایسے موقع پر قائد اس کو کب تسلیم کرتا۔ اس کے بعد رفیق باجوہ گمنامی کے ان اندھیروں میں گم ہوا کہ مرنے پر بھی اخبارات میں اندرونی صفحے پر یوں خبر لگی جیسے کسی محلے کا کوئی کریانہ فروش فوت ہو گیا ہو۔

اسی تحریک میں ایئر مارشل اصغر خان کے نام کا شہرہ ہوا، تمام قائدین جیل میں تھے اکیلے اصغر خان باہر تھے اور پورے ملک کی تحریک کو اکیلے کنٹرول کر رہے تھے، انھوں نے بھی مقبولیت کے زعم میں پارٹیاں بدلنے اور پارٹیاں بنانے کی ایسی غلطی کہ نسیاً منسیا کی بھول بھلیوں میں گم ہو گئے۔ میں نے صرف ایک تحریک کے دوران شہرت کی انتہائی بلندیوں پر کمندڈالنے والے دو کرداروں کا ذکر کیا ہے ورنہ دور نہ جایے صرف پاکستان کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے آپ کو سینکڑوں شخصیات نظر آجائیں گی جنھیں صرف ایک غلطی نے گوشۂ ملامت میں ایسا پھینکا کہ پھر وہ سیاست میں نظر نہ آئے۔

عمران خان لاہور کے جلسے سے ایسے ابھرے کہ لوگوں نے ان کو مشرف کے ریفرنڈم والی غلطی بھی معاف کر دی۔ نوجوان ہزاروں کی تعداد میں ان کے شیدائی بن گئے، لوگ روایتی سیاست سے اکتائے ہوئے تھے۔ نوجوانوں نے انھیں کندھے پر اٹھا لیا کہ خان صاحب سیاست کو ایک نئی جہت دینے والے ہیں۔ ان کی پارٹی میں سدابہار اقتدار لیے جاگیردار، سرمایہ دار، مخادیم نہیں بلکہ مڈل کلاس قیادت ابھر کر آئے گی۔ عمران خان بھٹو نہ بن سکے البتہ ان کی اٹھان بلکہ اڑان سیاست میں بلندیوں کو چھونے لگی۔ بدقسمتی سے شجر اقتدار کی برگ و بار والی ٹہنیوں پر بیٹھنے والے پنچھی اڑ اڑ کر عمران خان کے شجر سایہ دار پر جلوہ افروز ہونے لگے۔ خان صاحب جو ایک دفعہ کنٹینر پر تقریر فرماتے ہوئے اپنی اپنی نوٹوں کی پیاس کا ذکر کرتے ہوئے اپنا سفر نامہ سنا رہے تھے کہ سیٹ پر ساتھ بیٹھی خاتون نے پرس میں سے ہزار روپے کا نوٹ نکالا تو بے ساختہ انھوں نے پکڑ لیا وہ اپنی چندہ مہم کے سلسلے میں نوٹ اکٹھے کرنے کی حرص کے ضمن میں یہ واقعہ سنا رہے تھے۔ جب نوٹوں کی تجوریوں والوں کی آمد شروع ہوئی تو عمران خان کی رانوں سے ان کی قمیص کا دامن تر ہونے لگا اور یوں خان صاحب دولت مندوں کی زلف کے اسیر ہو گئے، وہ نوجوان جو عمران خان کو سیاست میں ان جاگیرداروں سے نجات دہندہ سمجھنے کی غلطی کر بیٹھے تھے وہ پیچھے ہٹتے ہٹتے ان جاگیرداروں کی جوتیوں سے بھی پیچھے چلے گئے۔ ظاہر ہے ایک آدمی خان صاحب کو اپنا ذاتی ہوائی جہاز پیش کر رہا ہے جس کے سفری اخراجات بھی مکمل طور پر وہ ادا کرے گا، دوسرا آنے والا وہ ہے جس کا والد گورنر پنجاب اور خود وزیر خارجہ رہا ہو تیسرا وہ باغی جو وزیر بھی رہا ہو اور ہمیشہ کامیاب ہو کر قومی اسمبلی میں بھی براجمان ہوتا ہو تو عمران خان، حفیظ خان اور ان جیسے اور وفاداروں اور وہ نوجوان جن کے پاس نہ بنگلہ نہ کار وہ خان صاحب کو کیسے یاد رہتے۔

سیاست میں عمران خان کی یہ پہلی غلطی تھی، مقبولیت کے انہی ایام میں الیکشن کا اعلان ہو گیا۔ خان صاحب نے امیدواروں کو ٹکٹ دینے کے لیے مڈل کلاس کے مخلص نوجوانوں کی بجائے ٹکٹس نیلام کرنا شروع کر دیے اور اس معاملے میں انتہائی بدنام ہوئے، یہ ان کی سیاست میں دوسری غلطی تھی۔ انتخابات کے نتیجے میں خان صاحب کی پارٹی خیبر پختونخواہ میں اکثریتی پارٹی اور قومی اسمبلی میں ایک بہت بڑی پارٹی کی حیثیت میں پہنچی۔ خان صاحب کو چاہیے تو یہ تھا کہ وہ KPK کی تعمیر و ترقی اور ملازمتوں میں میرٹ کی وہ مثال قائم کرتے کہ خود کار کن بن کر وہاں بیٹھتے اور قومی اسمبلی میں خلوص نیت کے ساتھ اپوزیشن کا کردار ادا کرتے۔ جہاں وطن کی نشوونما کی بات ہوتی حکومت وقت کے ساتھ ہاتھوں میں ہاتھ ڈالتے اور قوم کی نظر میں اپنا گراف اونچا کرتے۔ لیکن خان صاحب نے کہا کہ الیکشن میں دھاندلی ہوئی ہے، ہمارا مینڈیٹ چرایا گیا ہے لیکن ہم اس کے باوجود الیکشن کے نتائج کو تسلیم کرتے ہیں۔

وزیراعظم سے ملاقات بھی ہوگئی، ملکی تعمیر و ترقی میں ان سے تعاون کے وعدے وعید بھی ہو گئے اس سے عمران خان کے قد کاٹھ میں اضافہ ہوا، عوام ان کی پچھلی خطاؤں کو معاف کرنے پر آمادہ تھے لیکن پھر نہ معلوم کیا ہوا؟ لندن میں کینیڈین شیخ سے خفیہ ملاقات ہوئی اور عمران خان کا لب و لہجہ ہی تبدیل ہوگیا۔ چودہ ماہ بعد خان صاحب کو پھر دھاندلی نظر آنا شروع ہوگئی وہ بھول گئے کہ شریف آدمی جب اپنی زبان سے ایک بات نکالتا ہے تو اس سے انحراف نہیں کرتا۔ سیاست کی ابجد سے واقفیت رکھنے والے لوگ بھی جانتے تھے اگر خان صاحب پانچ سال صبر، تحمل، برداشت، محنت اور دیانت سے کام کرتے تو آئندہ حکومت ان کی بنی تھی اور جب تک سیاست عبادت اور خدمت سمجھتے رہتے تو اقتدار ان سے کوئی بھی نہیں چھین سکتا تھا۔ خان صاحب شیخ کینیڈا کی اقتداء میں اسلام آباد پہنچ گئے۔ میاں نواز شریف نے پھر بھی کوشش کی کہ عمران خان کی ایک صوبے میں حکومت ہے اور قومی اسمبلی موثر تعداد ہے اس سے مذاکرات کرکے جائز مطالبات تسلیم کرلیں گے لیکن عمران خان تو اور ہی فضاؤں میں محو پرواز ہیں پہلے افتخار محمد چوہدری کی تعریف کرتے نہیں تھکتے تھے پھر دھاندلی کا سارا الزام ان پر لگا دیا۔ چیف الیکشن کمشنر پر اپنی رضامندی دے دی پھر وہ بھی دھاندلی میں ملوث، پورے صوبے کی عدلیہ کے سیشن ججز جو بطور ریٹرننگ آفیسر کام کر رہے تھے وہ بھی دھاندلی میں ملوث، الیکشن کمیشن نے بیلٹ پیپر فوج کی نگرانی میں گورنمنٹ پریس سے تیار کروائے وہ بھی خان صاحب کے بقول کہ پرائیویٹ پریس سے چھپوائے گئے ہیں۔ خان صاحب کے نزدیک سپریم کورٹ، ماتحت عدلیہ الیکشن کمیشن، فوج سب ہی دھاندلی میں ملوث تھے۔ میاں نواز شریف کا نام تو کہیں بھی نہیں آیا تو پھر استعفیٰ ان سے کیوں مانگا جا رہا ہے؟

ادھر خان صاحب کے دھرنے میں ہزاروں کی تعداد میں جو لڑکیاں ہیں ان کی عمریں شکل و صورت اور ان کی ڈانس میں مہارت سب ہی بتا رہی ہیں کہ وہ کون ہیں؟ ایک اینکر پرسن نے خوب کہا کہ یہ کنسرٹ تو ہم ہزار، ہزار روپے ٹکٹ خرید کر دیکھتے ہیں یہاں نوجوانوں کو نہ صرف مفت دیکھنے کو مل جاتا ہے بلکہ کھانا اور بریانی بھی ساتھ ملتی ہے۔ اس کے بعد میں کچھ نہیں لکھتا، کئی کالم نگار لکھ چکے ہیں کہ پنڈی، اسلام آباد کے ہوٹلوں نے کرائے دگنے کردیے ہیں لیکن کمرے پھر بھی نہیں ملتے۔

کشمیر، پنجاب، سندھ، بلوچستان میں سیلاب نے لوگوں کی فصلیں تباہ کردیں، مکانات گر گئے، گھر کا سارا اسامان تباہ ہوگیا، بہت سے لوگوں کے مویشی بہہ گئے اور کتنی ہی ماؤں کی آنکھوں کے سامنے ان کے لخت جگر، کتنے ہی بچوں کے سامنے ان کے والد، کتنی عورتوں کے سامنے ان کے خاوند سیلابی لہروں کی نذر ہوگئے۔ گھر گھر ماتم کدہ بنا ہوا ہے، خوشحالی کی زندگی بسر کرنے والے اپنے بیوی، بچوں کے ہمراہ کیمپوں میں لوگوں کے ہاتھوں کو دیکھ رہے ہیں کہ کب انھیں سوکھی روٹی ملے تو اپنے بچوں کی بھوک مٹائیں۔ ان کیمپوں میں جا کر دیکھیں تو پتھر آنکھیں بھی چھلک پڑتی ہیں لیکن عمران خان کی محفل موسیقی اپنے عروج پر ہے کنٹینر پر کھڑے ہو کر کس کی عزت محفوظ رہنے دی ہے۔ للکار ایسی ہے کہ جیسے کوئی غنڈہ زیادہ ہی پی کر بہک چکا ہو، اوئے کے بغیر کسی کو مخاطب نہیں کرتا۔ آئی، جی، اسلام آباد، آئی جی پنجاب، وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیراعظم اور کتنے ہی ممبران پارلیمنٹ وزراء صبح و شام طرازیوں پر دھرے ہوئے ہیں۔

خان صاحب آپ کی ان تمام باتوں، بڑھکوں، محفل موسیقی اور سب کچھ کا جواب آپ کو اس وقت ملے گا جب آپ ووٹ کے سوالی بن کر ان عوام کے پاس جائیں گے۔ میرے آبائی ضلع بہاولنگر کے ایک شہر میں ایک ڈاکٹر صاحب کی چھوٹی چھوٹی داڑھی تھی انھوں نے ایک لیڈی ڈاکٹر سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا تو اس نے کہا داڑھی صاف کرادو، وہ بے چارہ شادی کی خوشی میں یہ حرکت کر بیٹھا، وہ جوانی سے بڑھاپے میں داخل ہوگیا، پوری داڑھی رکھی ہوئی تھی، قومی اتحاد نے انھیں الیکشن میں قومی اسمبلی کا ٹکٹ دے دیا، الیکشن مہم میں وہ جہاں بھی جاتے لوگ کہتے یہ وہی ہے جس نے لیڈی ڈاکٹر سے شادی کے لیے داڑھی منڈوائی تھی حالانکہ اس عمل کو تقریباً بیس برس گزر چکے تھے۔ خان صاحب سیاست میں ایک ہی غلطی ہیرو سے زیرو کردیتی ہے اب آپ کوئی اور کارہ بار کرلیں۔

الاستفتاء

بھینسے کی قربانی کا شرعی حکم؟

سوال: بھینس اور بھینسے کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت فرمائیں۔ سائل: وقار عظیم بھٹی

الجواب بعون الوہاب: قرآن مجید میں ہے: "وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ" "اور ہم نے ہر امت کے لیے قربانی کے طریقے مقرر کیے ہیں تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں" (الحج:34)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے بطور قربانی ایسے جانوروں کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہے جن پر بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ کا لفظ بولا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنْثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنْثَيَيْنِ نَبِّئُونِي بِعِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ آلذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ أَمِ الْأُنْثَيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنْثَيَيْنِ (الانعام:143-144) "اور وہ اونٹ، گائے بکری اور بھیڑ ہیں"

بھینس کی قربانی عہد رسول اللہ ﷺ میں ثابت نہیں اس لیے اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ جیسا کہ احناف کے نزدیک بھینس کی قربانی جائز ہے اور وہ بھینس کو گائے پر قیاس کرتے ہوئے اسے گائے کی بڑی قسم قرار دیتے ہیں۔ مزید یہ کہ فقہاء مسئلہ زکوٰۃ میں بھینس کو گائے کے نصاب میں شامل کرتے ہیں جیسا کہ امام مالکؒ امام حسن بصریؒ، عمر بن عبدالعزیزؒ، ابو یوسفؒ اور عبدالرحمن بن مہدیؒ نے مسئلہ زکوٰۃ میں بھینس کو گائے کے حکم میں داخل کیا ہے اور بطور دلیل بے سند سیدنا علی المرتضیٰؓ کا قول بھی پیش کرتے ہیں جیسا کہ علامہ مناوی نے کنوز الحقائق میں امام دیلمی کی مسند فردوس سے نقل کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ الجاموس تجزئ عن سبعة في الأضحية "بھینس کی قربانی میں سات حصہ داروں کی شراکت جائز ہے۔" (مرعاۃ ج 2 ص 353۔ فردوس الاخبار ج 1 ص 337 رقم: 2472۔ مسند الفردوس ج 2 ص 214 رقم: 2650)

جماعت کے نامور محقق مفتی عبیداللہ خاں عفیف حفظہ اللہ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ان کی یہ تینوں دلیلیں ہرگز قوی نہیں کیونکہ بھینس کو گائے کی بڑی قسم قرار دینا مختلف وجوہ سے درست نہیں (1) گائے اور بھینس کے جسموں کی ساخت، بناوٹ اور شکل وصورت میں نمایاں فرق ہے (2) بھینس کا دودھ بادی ہوتا ہے اور دیر سے ہضم ہوتا ہے جبکہ گائے کا دودھ بادی نہیں ہوتا اور زود ہضم ہے (3) بھینس کا گوشت سفید اور شیریں ہوتا ہے جبکہ گائے کا گوشت بالعموم سرخی مائل اور قدرے ترش ہوتا ہے (4) گائے کا مکھن پیلا اور بھینس کا مکھن سفید ہوتا ہے (5) گائے کے سینگ بھی چوڑی دار نہیں ہوتے جبکہ بھینس کے سینگ بالعموم چوڑی دار ہوتے ہیں جو اس کی خوبصورتی کا باعث ہیں (6) گائے ایک صاف ستھرا اور شوقین چارپایہ ہے وہ کیچڑ میں کبھی نہیں بیٹھتی جبکہ بھینس اس کے برعکس چارپایہ ہے (7) سب سے بڑا فرق توالد کا فرق ہے یعنی گائے نوماہ کے بعد بچہ جنتی ہے جبکہ بھینس گیارہویں مہینہ میں داخل ہوکر بچے کو جنم دیتی ہے لہٰذا بھینس کو گائے کی بڑی قسم قرار دینا صحیح نہیں۔

اگرچہ فقہاء نے زکوٰۃ کے مسئلہ میں بھینس کو گائے کے حکم میں داخل کیا ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بھینس قربانی میں بھی گائے کی مثل ہے۔

اسی طرح مناوی کا سیدنا علی المرتضیٰؓ سے پیش کردہ قول کی سند

معلوم نہیں اور یہ قول قرآن مجید کی آیت کے بھی معارض ہے، لہٰذا یہ کسی طرح حجت نہیں ہوسکتا اور فقہاء کا بھینس کو گائے کی مثل قرار دینا بھی صرف مسئلہ زکوۃ میں بطور احتیاط ہے، کیونکہ شریعت مطہرہ نے ہر دو جہتوں والی چیز میں بھی شک کو دور کرنے اور اس میں احتیاطی جانب اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَ عَبْدُ ابْنِ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ: هٰذَا يَارَسُولَ اللهِ ابْنُ أَخِي عُتْبَةُ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ انْظُرْ إِلَى شَبَهِهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ هٰذَا أَخِي يَا رَسُولَ اللهِ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِي مِنْ وَلِيدَتِهِ فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى شَبَهِهِ فَرَأَى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَاسَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ)) "سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ عتبہ بن ابی وقاص نے (مرتے وقت جاہلیت میں) اپنے بھائی (سعد بن ابی وقاصؓ) کو وصیت کی تھی کہ وہ زمعہ کی لونڈی سے پیدا ہونے والے بچے کو اپنے قبضے میں لے لے۔ عتبہ نے کہا تھا کہ وہ میرا بچہ ہوگا چنانچہ جب فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو سعد بن ابی وقاصؓ اس بچے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ عبد بن زمعہ بھی آئے، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے کہا یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے، بھائی نے وصیت کی تھی کہ یہ اس کا بچہ ہے لیکن عبد بن زمعہ نے کہا اے اللہ کے رسول یہ میرا بھائی ہے (میرے والد) زمعہ کا بیٹا ہے کیونکہ انہیں کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے زمعہ کی لونڈی کے لڑکے کو دیکھا تو وہ واقعی (سعد کے بھائی) عتبہ بن ابی وقاص کی شکل پر تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے (قانون شریعت کے مطابق) یہ فیصلہ کیا کہ اے عبد بن زمعہ تم ہی اس بچے کو رکھو، یہ تمہارا بھائی ہے کیونکہ یہ تمہارے والد کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور سودہ رضی اللہ عنہا (جو کہ زمعہ کی بیٹی تھیں) سے فرمایا: تم اس لڑکے سے پردہ کرو کیونکہ آپ ﷺ نے اس لڑکے میں عتبہ بن ابی وقاص کی شباہت پائی تھی" (بخاری مع شرح الکرمانی کتاب البیوع باب شراء المملوک من الحربی وهبته وعتقه ج 10 ص 63 رقم الحدیث 2218 مسلم کتاب الرضاع باب الولد للفراش وتوقی الشبهات ج 5 جز 10 ص 32 رقم الحدیث: 1457)

اس کے علاوہ اگر نماز میں شک ہوجائے تو پھر بھی شک کو دور کرنے کا حکم ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وہ (عبادت میں) شک کو دور کرے اور وَلْيَبْنِ عَلَى الْيَقِينِ (اور بطور احتیاط) یقین پر بناء کرے۔ (مسلم کتاب المساجد باب السهو فی الصلاة ج 3 جز 5 ص 50 رقم الحدیث: 571) ان احادیث سے ثابت ہوا کہ شک والی چیز میں احتیاطی جانب اختیار کرتے ہوئے شک کو دور کیا جائے۔

صورت مسئولہ میں احتیاط اس میں ہے کہ مسئلہ زکوۃ میں بھینس کو گائے میں شامل کرکے اسکی زکوۃ ادا کی جائے اور قربانی میں اسے گائے پر قیاس نہ کیا جائے اور صرف ان جانوروں کو قربانی میں ذبح کیا جائے جن پر بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ کا لفظ بولا جاتا ہے کیونکہ عہد رسالت میں صرف یہی جانور (اونٹ، گائے، بکری، بھیڑ) قربانی میں ذبح کیے جاتے تھے، ان کے علاوہ کسی اور ماکول اللحم جانور کا بطور قربانی ذبح کیا جانا ثابت نہیں جبکہ ان کے علاوہ حلال اور ماکول اللحم جانور (ہرن، نیل گائے، بارہ سنگا وغیرہ) بھی موجود تھے ان کو بطور قربانی ذبح کرنے کا کوئی بھی قائل نہیں۔ فقط

بقیہ: اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حق

قرآن مجید جو کہ عزت و عظمت اور معرفت الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے ہم نے اسے غلافوں کی زینت بنا کر الماریوں میں سجا رکھا ہے اور تلاوت سے کوسوں دور رہتے ہیں اور پھر جہالت اس قدر چھائی ہے کہ اس کے چند حروف مقطعات کو لکھ کر دوکان و مکان کی خیر و برکت کے لیے لٹکا رکھا ہے۔ افسوس ان لوگوں کی عقل پر اس قرآن کی تلاوت کو ترک کر کے اس کے چند حروف مقطعات پر توکل کر بیٹھے ہیں۔

اگر اہل اسلام قرآن کے معانی و مطالب کو سمجھ کر پڑھنے کا عزم کرلیں تو معاشرے میں تقلید کا جمود بھی ختم ہوسکتا ہے اور نیکیوں کے انبار بھی انسان جمع کرسکتا ہے، یہ سب اس وقت ہوگا جب انسان اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھ کر زندگی بسر کرے گا۔

تفسیر سورۃ الاعراف

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ) (قسط نمبر 22)

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ ۚ وَنَادَوْا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۚ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ۝ وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ رِجَالًا يَعْرِفُونَهُمْ بِسِيمَاهُمْ قَالُوا مَا أَغْنَىٰ عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ ۝ أَهَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللَّهُ بِرَحْمَةٍ ۚ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ۝

''اور جنتیوں اور جہنمیوں کے درمیان ایک اوٹ حائل ہوگی اور اعراف پر کچھ آدمی ہوں گے جو ہر ایک کو انکی پیشانی کے نشانات سے پہچانتے ہوں گے اور وہ جنتیوں کو آواز دیں گے: تم پر سلامتی ہو، یہ (اصحاب اعراف) جنت میں داخل تو نہ ہوئے ہوں گے لیکن داخل ہونے کی اُمید رکھیں گے ۝ اور جب ان کی نظریں اہل جہنم کی طرف پھیری جائیں گی تو کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! ہمیں ظالموں میں شامل نہ کرنا ۝ اور یہ (اہل اعراف) بعض لوگوں کو ان کی پیشانیوں سے پہچان کر آواز دیں گے: آج تمھاری افرادی قوت تمھارے کام آئی اور نہ ہی وہ چیزیں جن پر تم تکبر کیا کرتے تھے ۝ کیا یہ (جنتی) وہی لوگ نہیں کہ جن کے متعلق تم قسمیں اٹھا کر کہا کرتے تھے کہ اللہ انھیں اپنی رحمت سے کچھ بھی نہ عطا کرے گا (بلکہ انھیں کہا جائے گا) جنت میں داخل ہو جاؤ تمھیں کوئی خوف ہوگا اور نہ تم غمزدہ ہی ہو گے ۝

مشکل الفاظ کے معانی

حِجَابٌ: اوٹ

بِسِيمَاهُمْ: ان کی نشانیوں

إِذَا صُرِفَتْ: جب پھیری جائے گی

ماقبل سے مناسبت

سابقہ آیات کریمہ میں اہل جنت اور اہل جہنم کے بعض احوال کا تذکرہ تھا اور ان آیات مبارکہ میں جنت اور جہنم کے درمیان ہونے والی ایک دیوار کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

التوضیح

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ ۚ وَنَادَوْا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۚ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ۝

اللہ تعالیٰ اہل جنت کو جنت اور اہل جہنم کو جہنم میں بھیجنے کے بعد ان دونوں کے درمیان ایک دیوار حائل کر دیں گے جو اہل جہنم کو جنت کی طرف جانے سے روکے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ''پھر ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا جو اس کی اندرونی جانب ہے اس میں تو رحمت ہے اور جو بیرونی جانب ہے اس طرف عذاب ہے۔'' (الحدید:13)

الاعراف

اعراف کا لغوی معنی بلند مقام ہے اور بعض نے جنت اور جہنم کے درمیان ہونے والی دیوار کو قرار دیا ہے، بعض نے پل صراط پر واقع ایک بلند مقام کو اعراف قرار دیا ہے کچھ لوگ اس مقام پر کھڑے ہو کر اہل جنت

اور اہل جہنم کا مشاہدہ کریں گے۔

اصحاب اعراف

اصحاب الاعراف کے متعلق مختلف اقوال ہیں: (1) جن کے اعمال صالحہ اور برے اعمال برابر ہوں گے (2) صالح فقہاء اور علماء، (3) شہداء، (4) شہداء اور مومنوں سے فضیلت لے جانے والے۔

(تفسیر قرطبی ج9 ص227-226)

صحیح بات یہی ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کے اچھے اور برے اعمال برابر ہوں گے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اعمال کا وزن کیا جائے گا جن کے اچھے اعمال برے اعمال سے جوو کے انڈے کی شکل بھی زیادہ ہوئے وہ جنت میں داخل ہوں گے اور اسی مقدار میں کمی کی بنا پر وہ جہنم میں داخل ہو جائیں گے۔ جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہو گئیں تو وہی لوگ اصحاب الاعراف ہیں وہ جنت اور جہنم میں داخل نہیں ہوں گے لیکن وہ دخول جنت کی امید رکھیں گے۔ (تفسیر قرطبی ج9 ص227)

اصحاب الاعراف اہل جہنم کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے پناہ پکڑیں گے کہ کہیں انھیں جہنم میں نہ پھینک دیا جائے (تفسیر قرطبی ج9 ص227)

اصحاب الاعراف اہل جنت اور اہل جہنم کو دخول جنت اور جہنم سے پہلے ان کی پیشانیوں سے پہچانیں گے اور اہل جنت کو دیکھ کر ان پر مزید رحمت الٰہی کی دعا کریں گے حالانکہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے لیکن وہ جنت میں داخلے کی اُمید رکھتے ہوں گے۔

وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۝

اصحاب الاعراف کی نظر جب اہل جہنم کی حالت اور عذاب جہنم پر پڑے گی تو وہ انتہائی عاجزی وانکساری سے اپنے رب کے حضور التجاء کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں ظالموں کے ساتھ شامل نہ کرنا

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ۝

اصحاب اعراف کی نظر جب جہنم کے عذاب میں مبتلا بڑے بڑے کافروں، مشرکوں اور نافرمانوں پر پڑے گی تو وہ انھیں فوراً ان کی شکل وصورت یا دیگر علامات سے پہچان کر ملامت کرتے ہوئے کہیں گے کہ آج تمھاری اجتماعی قوت، قبائلی اتحاد اور برادریوں کا رعب تمھارے کسی کام آیا اور نہ ہی تمھارا فخر، تکبر اور خود کو بہتر اور کمزوروں کو کم تر سمجھنا تمھیں اللہ کے عذاب سے بچا سکا۔

کفار مکہ کا تکبر اور جہنم

اللہ تعالیٰ نے جب سورۂ مدثر میں جہنم کے نگرانوں یا داروغوں کی تعداد بیان کرتے ہوئے فرمایا: عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ اس پر انیس (دارو غے مقرر) ہیں تو ابوجہل کہنے لگا اے قریش کی جماعت! کیا تم میں سے دس آدمی بھی ان فرشتوں میں سے ایک پر غالب نہیں آسکتے؟ بلکہ ابوالاشدین جس کا نام کلدہ بن اُسید بن خلف تھا اس نے کہا اے قریشیو! تم سب مل کر ان میں سے دو (فرشتوں) کو پکڑ لینا اور باقی سترہ کے لیے میں اکیلا ہی کافی ہوں۔ یہ ایک طاقتور اور مغرور شخص تھا یہ گائے کے چمڑے پر کھڑا ہو جاتا اور پھر دس طاقتور شخص مل کر اسے اس کے پاؤں کے نیچے سے نکالنا چاہتے تو کھال کے ٹکڑے ہو جاتے لیکن اس کے قدم جنبش نہ کرتے تھے۔

(تفسیر طبری)

جب اس متکبر جیسے کفار و مشرکین پر اصحاب اعراف ملامت کریں گے کہ آج تمھاری وہ شیخیاں جو تم بگھارتے تھے کہاں ہیں؟ تمھارا دعویٰ اور تکبر تمھیں کچھ فائدہ نہ دے سکا جب اصحاب اعراف کی نظر اہل جنت پر پڑے گی تو پھر ان کفار و مشرکین کو مزید ذلیل کرنے کے لیے وہ کہیں گے هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ۚ اور جن لوگوں کو تم حقیر اور اپنے سے کم تر سمجھتے اور قسمیں کھا کر کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ کبھی کامیاب وکامران نہیں ہوں گے، دیکھ لو آج یہی لوگ کبھی ختم نہ ہونے والی زندگی کے مزے لوٹ رہے ہیں اور جنت کے بلند وبالا محلات کے وارث بنا دیے گئے ہیں اور ان پر ان کے رب کی رحمت سایہ فگن ہے، پھر اہل جنت کو مزید خوش کرنے کے لیے خوشخبری سنائی جائے گی کہ: اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا

خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ أَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ﴿﴾ آج بلاخوف وخطر جنت میں داخل ہو جاؤ اور کبھی نہ ختم ہونے والی نعمتوں سے لطف اندوز ہو۔

اللھم اجعلنا منھم۔

اہل جنت اور حدیث رسول ﷺ

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اہل جنت کو) ایک فرشتہ مخاطب کر کے اعلان کرے گا:

يُنَادِي مُنَادٍ إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقَمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشِبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا، وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوا فَلَا تَبْأَسُوا أَبَدًا " فَذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ يقينا

اب تم تندرست رہو گے کبھی بھی بیمار نہیں ہو گے، یقینا تم زندہ رہو گے کبھی بھی نہیں مرو گے، بلاشبہ تم سدا جوان رہو گے کبھی بھی بوڑھے نہیں ہو گے بیشک تم عیش وعشرت کی زندگی بسر کرو گے کبھی بھی پریشان نہیں ہو گے، پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انھیں آواز دی جائے گی کہ تم اپنے اعمال صالحہ کی وجہ سے اس جنت کے وارث بنا دیے گئے ہو۔ (مسلم کتاب الجنۃ باب فی دوام نعیم اہل الجنۃ ج 9 جز 17 ص 147 رقم الحدیث: 2837)

اخذ شدہ مسائل

(1) اصحاب اعراف اہل جنت کو دخول جنت سے پہلے خاص نشانیوں اور علامات کے ذریعے پہچان کر ان کے لیے سلامتی کی دعا کریں گے۔

(2) جنمیوں کو ذلیل اور رسوا کن عذاب میں دیکھ کر اصحاب اعراف جہنم کے عذاب سے اللہ کی پناہ پکڑیں گے۔

(3) اہل اعراف جہنمیوں سے ان کی بے بسی اور دنیاوی مال یا افرادی قوت کے کام نہ آنے پر انھیں ملامت کریں گے۔

(4) اللہ تعالیٰ جس پر چاہے اپنی رحمت فرماتا ہے اس لیے کسی کے متعلق یہ کہنا جائز نہیں کہ اس پر اللہ تعالیٰ کیوں رحمت کرے گا۔

(5) اہل جنت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دخول جنت اور کبھی ختم نہ ہونے والی جنتی نعمتوں کی بشارت سنائی جائے گی۔

بقیہ: اسلام اعتدال پسند دین ہے

علاوہ ازیں سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا موقف بھی اس مسئلے کے لیے مؤید ہے جس کا خلاصہ اس طرح ہے کہ ان کے بھائی عبدالرحمنؓ کے ہاں اولاد نہ تھی، اہل خانہ میں سے کسی نے کہا: اگر عبدالرحمن کے گھر بچہ پیدا ہوا تو ہم عقیقہ میں اونٹ ذبح کریں گے۔ جب سیدہ عائشہؓ کو اس بات کا علم ہوا تو فرمایا: السنة افضل عن الغلام شاتان مكافئتان وعن الجارية شاة نہیں سنت ہی افضل ہے بچہ ہو تو دو جانور بچی ہو تو ایک جانور کافی ہے۔

(مستدرک حاکم ج 4 ص 238)

اب اونٹ اور بکری کی قیمت اور گوشت میں جو فرق ہے وہ عیاں ہے مگر سیدہ عائشہؓ اونٹ کی بجائے بکریوں پر اس لیے راضی ہیں کہ وہ مسنون عمل ہے لہٰذا مسنون حکم پر عمل کرنا تقویٰ ہے پھر آپ ﷺ کا فرمان بھی ہے: مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ میری سنت پر عمل کرنے والا میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

مزید تفصیل وتحقیق کے لیے ملاحظہ ہو:

(۱) فتاویٰ اہل حدیث۔ از: حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ (۲) فتاویٰ محمدیہ۔ از: مفتی عبیداللہ خاں عفیف (۳) فتاویٰ اصحاب الحدیث۔ از: حافظ عبدالستار حماد (۴) فتاویٰ حصاری ج 5 (۵) فتاویٰ احکام ومسائل: از حافظ عبدالمنان نور پوریؒ۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہم سب کو سنت نبوی کے مطابق قربانی کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

ضرورت رشتہ

خوبصورت سیرت وسیرت، حافظ قرآن کاروباری لڑکے کے لیے قاریہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے جو طالبات کے ادارے کا شعبہ حفظ القرآن اچھی طرح چلا سکتی ہو۔

خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں

رابطہ نمبرز: 0300-7584287/0301-5684187

قربانی کتاب وسنت کے آئینہ میں

مولانا جابر حسین مدنی ..... مدیر مرکز نداء الاسلام ہریانہ خورد

اب ماہ ذیقعدہ اختتام پذیر ہو رہا ہے اور ماہ ذوالحجہ کی آمد آمد ہے اور اس ماہ میں مسلمان سرور کائنات ﷺ کے حکم وسنت کے مطابق عمل ابراہیمی (قربانی) کو زندہ کرتے ہیں اس لیے مناسب سمجھا کہ موقعہ کی مناسبت کے پیش نظر عوام الناس کو ضروری مسائل سے آگاہ کریں۔

قربانی کا لغوی معنی

باب تفعیل قَرَّبَ یُقَرِّبُ تَقْرِیْبًا وَقُرْبَانًا "نزدیک و قریب ہونا اور قرب حاصل کرنا" چونکہ آدمی قربانی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے اس لیے اس کو قربانی کہا جاتا ہے

قربانی کی حقیقت ومشروعیت

قربانی کا تذکرہ تمام مذاہب سماویہ سے ملتا ہے، جیسا کہ قرآن میں سیدنا آدم علیہ السلام کے بیٹوں کی قربانی کا تذکرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ ۘ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ ۖ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ﴿﴾ "اے نبی! آپ ان پر سیدنا آدم علیہ السلام کے بیٹوں کی قربانی کا تذکرہ کریں جب ان دونوں نے قربانی کی ان میں سے ایک کی قربانی قبول اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی تو دوسرے نے کہا کہ میں تجھے قتل کر دوں گا پہلا کہنے لگا بیشک اللہ تعالیٰ متقین کی قربانی قبول کرتے ہیں۔" (المائدہ:27)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کی قربانی قبول فرماتے ہیں اس لیے قربانی میں حلال اور پاکیزہ مال کا ہونا شرط ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا "بیشک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزہ (مال) ہی قبول کرتا ہے" اور دوسری شرط سنت کی اتباع ضروری ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا يَقْبَلُ اللهُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا وَلَا صَلَاةً "اللہ تعالیٰ بدعتی آدمی کے کسی بھی عمل حتی کہ نماز، روزے کو بھی قبول نہیں کرتا۔"

قربانی کی فضیلت

قربانی کرنے والے کے لیے بہت زیادہ اجر وثواب کا ثبوت احادیث نبویہ سے ملتا ہے۔ عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ ما عمل ابن آدم من عمل يوم النحر أحب الى الله من اهراق الدم وانه ليأتي يوم القيامة بقرونها واشعارها واظلافها وان الدم ليقع من الله بمكان قبل ان يقع بالارض فطيبوا بها نفسا "سیدہ عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کا قربانی کے دن قربانی سے بڑھ کر اللہ کے ہاں کوئی عمل زیادہ محبوب و فضیلت والا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: قربانی کے جانور کے سینگ، بال، اُون اور کھر تمام چیزیں قیامت کے روز اجر وثواب بن جائیں گے اور قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے قبل ہی اللہ کے ہاں اپنی قدر و قیمت بنالیتا ہے پس تم عمل قربانی کے ذریعہ سے اپنے آپ کو پاکیزہ بناؤ" (ترمذی وابن ماجہ) نیز شیخ البانی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

مولانا عبدالمنان نورپوری نے لکھا ہے کہ قربانی کی فضیلت کے بارے میں تمام احادیث ضعیف ہیں یہ بات ٹھیک ہے لیکن اس دن خون بہانا اور نبی اکرم ﷺ کا ہر سال قربانی کرنا کس زمرے میں جائے گا، اس کا کیا ثواب ہوگا، کیا اجر ہوگا؟ تاہم قربانی کی سنت پر عمل کا جو اجر وثواب اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے وہ قربانی کرنے والے کو ضرور ملے گا کیونکہ قربانی عبادت اور نیک عمل ہے۔

ہر نیکی کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا "جو شخص نیک کام کرے گا اسے اس کا دس گنا اجر ملے گا۔" (الانعام:160)

قربانی کی فضیلت والی احادیث کے ضعیف ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ قربانی کی کوئی فضیلت نہیں ہے۔ قربانی کا اجر وثواب تو اپنی جگہ محقق اور ثابت شدہ امر ہے جس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے: الحسنة بعشرة امثالها الى سبعمائة ضعف "نیکی کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو تک ہے۔"

قربانی نہ کرنے والے کے بارے میں وعید

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا "جو شخص قربانی کی استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرے وہ مسلمانوں کی عیدگاہ میں حاضر نہ ہو۔" (رواہ ابن ماجہ) اس روایت کو شیخ البانی نے صحیح کہا ہے۔ کس قدر سخت وعید ہے اس آدمی کے لیے جو وسعت و طاقت کے باوجود قربانی نہیں کرتا، یعنی مسلمانوں کے ساتھ اس کو عید کی نماز کی ادائیگی کا کوئی حق نہیں۔

سرورِ کائنات ﷺ کا عمل قربانی

آپ ﷺ بہترین قسم کی قربانی کیا کرتے تھے، چنانچہ حدیث میں آیا ہے: عن ابی سعید قال ضحی رسول الله ﷺ بكبش أقرن فحيل ينظر فى سواد و يأكل فى سواد و يمشى فى سواد "سیدنا ابوسعید سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے موٹا تازہ سینگ دار مینڈھا جس کا منہ، پاؤں اور آنکھیں سیاہ تھیں قربانی کیا۔" (النسائی)

آپ ﷺ کا قربانی کے بارے میں وصیت کرنا

جامع ترمذی میں ہے کہ آپ ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰ کو وصیت فرمائی تھی: اے علی! میری طرف سے ہر سال قربانی کرنا، چنانچہ امام ترمذی نے نقل کیا ہے: عن حنش قال رایت علیاً يضحى بكبشين فقلت له ما هذا فقال ان رسول الله ﷺ اوصانى ان أضحى عنه فانا أضحى عنه "حضرت حنش سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کو دو مینڈھے قربانی کرتے دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ تو سیدنا علی نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ میں آپ ﷺ کی طرف سے ہر سال قربانی کرتا رہوں" (یہ روایت ضعیف ہے) ان احادیث سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں خود بھی قربانی کی اور آئندہ کے لیے حضرت علی کو وصیت بھی فرمائی ہے۔

قربانی کا جانور

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ "آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہ تم ذبح کرو مگر دو دانت والا "دوندا" اگر دو دانت والا نہ ملے تو بھیڑ کا بچہ جذعہ کھیرا ذبح کرو۔" (مشکوۃ)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قربانی کا جانور دو دانت والا ہونا چاہیے، طلب و کوشش کے باوجود نہ ملے تو بھیڑوں اور چھتروں میں سے جذعہ قابل عمل ہے اور جذعہ کی عمر کی تعیین کے بارے میں مختلف اقوال ہیں اگر موٹا تازہ تندرست وتوانا ہو تو نو ماہ یا ایک سال کی عمر والا جانور قربانی ہو گا

قربانی کا جانور کیسا ہو؟

جب ہم اس طرف توجہ ڈالتے ہیں کہ قربانی کے جانور میں کون سے اوصاف ہوں تو ساتھ ہی نقائص پر نگاہ رکھنا بھی ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں سیدنا براء بن عازب سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لَا يَجُوزُ مِنَ الضَّحَايَا الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا وَالْعَرْجَاءُ البين عرجها والمريضة البين مرضها والعجفاء التى لا تنقى المقابلة وهو ما قطع طرف اذنها "ایسا جانور جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو یا جس کا بھینگا پن ظاہر ہو یا جس کا مرض نمایاں ہو یا لاغر و کمزور ہو اور جس کا کان سامنے سے کٹا ہوا ہو وہ قربانی نہیں کیا جائے گا" (سنن نسائی ص:195) ایک اور روایت میں آیا ہے: أَعْضَبُ الْقَرْنِ وَالْأُذُنِ "جس کا سینگ ٹوٹا اور کان کٹا ہوا ہو" یعنی عیب دار جانور قربانی کے لائق نہیں۔

کیا قربانی کا جانور خصی ہونا شرط ہے؟

اس سلسلہ میں بہتر و افضل یہ ہے کہ جانور خصی ہو لیکن اگر خصی نہ

ہو اور باقی صفات پائی جاتی ہوں تو قربانی درست شمار ہوگی کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے خصی جانور کی قربانی کی تھی۔

سیدنا جابرؓ بیان کرتے ہیں: قَالَ ذَبَحَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوئَيْنِ فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ آپ ﷺ نے عید قربان پر دو دنبے سینگوں والے خصی ذبح کیے اور جب ان کو زمین پر لٹایا تو آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی، دعا آگے موقعہ کی مناسبت کے پیش نظر ذکر کی جائے گی۔

(مشکوٰۃ باب فی الاضحیہ ص 128)

قربانی کے جانور میں شراکت واشتراک

کتاب وسنت کی روشنی میں یہ مسئلہ تو ثابت ہے کہ ایک قربانی ایک گھرانے کی طرف سے متصور ہوگی کیونکہ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے موٹا تازہ سینگوں والا دنبہ ذبح کرکے فرمایا: "اے اللہ! اس کو محمد (ﷺ)، آل محمد اور امت محمدیہ کی طرف سے قبول فرما" یعنی دنبہ، بھیڑ، بکرا وغیرہ میں کوئی دوسرا گھرانہ حصہ دار نہیں بن سکتا لیکن گائے واونٹ کے بارے میں شراکت وحصہ داری آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَحَضَرَ الْأَضْحَى فَاشْتَرَكْنَا فِي الْبَقَرَةِ سَبْعَةً وَفِي الْبَعِيرِ عَشَرَةً "ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے دوران سفر عید الاضحیٰ آگئی پس ہم گائے کی قربانی میں سات سات آدمی شریک ہوئے اور اونٹ کی قربانی میں دس دس حصہ دار شامل ہوئے" بعض روایات میں اونٹ میں بھی سات حصہ داروں کا بیان ہے، یہی افضل ہے لیکن دونوں طرح جائز ہے۔

قربانی کا وقت

قربانی عید کی نماز کی ادائیگی کے بعد کی جائے گی جس شخص نے قربانی قبل از نماز عید کی اس کی قربانی قبول نہ ہوگی بلکہ وہ عام گوشت ہے جو اس نے گھر والوں کے لیے فراہم کیا۔

ذبح کا مسنون طریقہ

جانور کو ذبح کرتے ہوئے قبلہ رخ لٹانا چاہیے اور اس سے پہلے چھری وغیرہ کو خوب تیز کرلینا چاہیے تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو اور بہتر وافضل یہ ہے کہ قربانی خود اپنے ہاتھوں سے کی جائے اور قربانی کرتے وقت بسم اللہ واللہ اکبر اللھم منك ولك فتقبله منی کہیں یا منی کی جگہ پر جس کی طرف سے قربانی کی جارہی ہے اس کا نام لیں۔

قربانی کا گوشت

قربانی کا گوشت خود کھائیں اور عزیز رشتہ داروں، مساکین وفقراء میں بھی تقسیم کرنا چاہیے۔ بہتر وافضل یہی ہے تین حصوں میں تقسیم کرلیا جائے، ایک حصہ اپنے لیے اور دوسرا حصہ رشتہ داروں عزیزوں کے لیے اور تیسرا حصہ غرباء، فقراء اور مساکین کے لیے۔

قصائی کی اجرت

قصاب گوشت بنانے والے کو بنوائی میں گوشت یا کھال نہیں دینی چاہیے بلکہ اپنی طرف سے نقد ادائیگی کرنی چاہیے۔

چمڑہ قربانی کا مصرف

قربانی کا چمڑا اگر کوئی شخص ذاتی استعمال میں لانا چاہے تو لایا جاسکتا ہے مثلاً جوتا یا جائے نماز بنوائے، اس کے علاوہ یہ غرباء، فقراء اور مساکین کا حق ہے اس لیے کوشش یہ کرنی چاہیے کہ قربانی کی کھالیں مدارس دینیہ میں پہنچائی جائیں۔

قربانی کے دن

عام طور پر ہمارے ہاں 10-11-12 ذوالحجہ کو قربانی کے دن تصور کیا جاتا ہے مگر صحیح بات یہ ہے کہ ایام تشریق 10-11-12 اور 13 ذوالحجہ ہیں جیسا کہ ابن عباسؓ سے اس بارے میں فتح الباری میں وضاحت موجود ہے

کلمہ آخر

ہم نے حتی الوسیع قربانی کے مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے احادیث سے استفادہ کیا ہے اور تمام مسائل احادیث نبویہ ﷺ سے ثابت شدہ تحریر کیے ہیں۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ قربانی کرتے وقت مندرجہ بالا گزارشات کو ملحوظ خاطر رکھیں تاکہ اللہ تعالیٰ ہماری قربانیوں کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے۔ آمین

عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت

حافظ عبدالوہاب روپڑی

مسلمانوں میں وہ تصورات اور اعمال بہت جلد رائج اور مشہور ہو جاتے ہیں جو لوگوں کے ایجاد کردہ یا اختراعی ہوتے ہیں اور جنھیں اصطلاح شریعت میں بدعات سے موسوم کیا جاتا ہے لیکن جن تصورات و اعمال کی نشاندہی قرآن وحدیث میں کی گئی ہے اول تو مسلمانوں کو ان کا علم ہی نہیں ہوتا، اگر کچھ کو علم ہو بھی جائے تو عمل کی توفیق بہت کم ملتی ہے۔ جس طرح عشرہ محرم کے سلسلے میں بدئی تصورات عوام کے ذہنوں میں راسخ ہیں حالانکہ شریعت میں ان کی کوئی اصل نہیں، ایک غلط مذہب کے پیروکاروں نے ان تصورات کو رائج کیا اور ان میں طرح طرح کی رسومات کو نکالا۔

بدقسمتی سے مسلمانوں کے جاہل عوام میں بھی ان بدعات کا تصور اور اثر نفوذ کر گیا جبکہ شریعت میں ان رسومات و بدعات کا کوئی تصور نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جیسے لیلۃ القدر کو تمام راتوں میں سے افضل قرار دیا ہے اسی طرح ماہ ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن بھی بہت ہی فضیلت والے ہیں۔

ذوالحجہ کے مہینے کو ہی یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں اسلام کا ایک اہم رکن حج ادا کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دس دنوں کی راتوں کی قسم کھائی ہے بلکہ سورۂ فجر کا آغاز یوں فرمایا: وَالْفَجْرِ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ۝ "قسم ہے فجر اور دس راتوں کی" (الفجر:2-1) سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ (وَلَيَالٍ عَشْرٍ) سے مراد ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں اور یہی قول قتادہ، مجاہد، ضحاک، سدی اور کلبی رحمہم اللہ کا ہے۔

(تفسیر البغوی 481/4)

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جتنا کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کو ان دس دنوں (ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں) میں پسند ہے اتنا کسی دن میں پسند نہیں آپ سے پوچھا گیا یارسول اللہ! جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا ہاں۔ جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں مگر کوئی شخص اللہ کی راہ میں جان و مال کے ساتھ شہید ہی ہو جائے۔

(صحیح بخاری بشرح الکرمانی کتاب العیدین باب فضل العمل فی ایام التشریق ج 6ص 72 رقم الحدیث: 969 سنن ترمذی کتاب الصیام باب ماجاء فی العمل فی ایام العشر واللفظ للترمذی ج 3ص 77 رقم الحدیث: 575)

ان ایام کی فضیلت کا سبب

(1) حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: "عشرہ ذوالحجہ کی امتیازی شان کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دنوں میں بنیادی عبادات جو کہ نماز، روزہ، صدقہ اور حج ہیں وہ سب اکٹھی ہو جاتی ہیں اور وہ ان کے علاوہ کسی اور ایام میں جمع نہیں ہوتیں۔

(2) ان ایام میں ایک یوم عرفہ (نو ذوالحجہ) کا دن ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی دن ایسا نہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زیادہ لوگوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کرتا ہو۔" (صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل الحج والعمرۃ ویوم عرفۃ ج 5ص 99 رقم الحدیث: 1345)

(3) عشرہ ذوالحجہ کے فضائل میں سے ایک بات یہ بھی ہے اس کا آخری اور دسواں دن یوم النحر (قربانی کا دن) ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: بارگاہ الٰہی میں سب سے فضیلت والا دن یوم النحر اور یوم القر ہے۔

(مسند احمد 350/4)

عشرہ ذوالحجۃ میں کرنے والے اعمال:

(1) تہلیل، تکبیر اور تحمید کہنا:

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

''کوئی دن بارگاہ الٰہی میں ان دس دنوں سے زیادہ عظمت والا نہیں اور نہ ہی کسی دن کا (اچھا) عمل اللہ تعالیٰ کو ان دس دنوں کے عمل سے زیادہ محبوب ہے ان دنوں میں تم کثرت سے تہلیل، تکبیر اور تحمید کہو'' یعنی لا الٰه الا الله. الله اكبر اور الحمد لله پڑھو۔ (مسند کتاب الذکر دعاء باب فضل التهلیل والتسبیح والدعاء ج 9 ص 17 رقم الحدیث: 2695)

(2) نو ذوالحجۃ کا روزہ رکھنا

رسول اللہ ﷺ سے یوم عرفہ (نو ذوالحجہ) کے روزے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''گذشتہ اور آئندہ سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔'' (صحیح مسلم کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلاثة ایام من کل شهر ج 4 ص 42 رقم الحدیث: 1162)

(3) صحابہ کرام کا عمل:

مذکورہ حدیث پر عمل کرتے ہوئے صحابہ کرام عشرہ ذوالحجہ میں خوب ذوق وشوق سے اعمال صالحہ اور عبادات ونوافل کا اہتمام فرماتے تھے۔ چنانچہ ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا یہ عمل تھا کہ وہ ان دس ایام میں بازار جاتے اور بلند آواز سے تکبیریں پڑھتے، انہیں دیکھ کر دوسرے لوگ بھی تکبیریں پڑھتے (صحیح بخاری بشرح الکرمانی کتاب العیدین باب فضل العمل فی ایام التشریق ج 6 ص 71) اسی طرح سعید بن جبیر رحمہ اللہ عشرہ ذوالحجہ میں بسلسلہ اعمال خوب سعی وکوشش کرتے۔ (سنن کبریٰ للبیہقی ج 3 ص 441 رقم الحدیث: 6281)

صحابہ کرام سے مختلف تکبیرات منقول ہیں جن میں سے دو یہ ہیں (1) الله اكبر . الله اكبر . الله اكبر كبيرا (2) الله اكبر. الله اكبر. لا اله الا الله والله اكبر . الله اكبر ولله الحمد (ارواء الغلیل کتاب الصلاۃ ج 3 ص 125 رقم الحدیث: 654) اس لیے ہر مسلمان کو یہ ایام غنیمت جانتے ہوئے مسنون اعمال اختیار کرنے چاہئیں۔

سنہری قول

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اچھے لوگ بھینس کی طرح ہوتے ہیں جو سوکھی گھاس کھا کر بھی میٹھا دیتی ہے اور برے لوگ سانپ کی طرح ہوتے ہیں جو میٹھا دودھ پی کر بھی ڈس لیتے ہیں۔

ضروری اعلان

قارئین کرام آپ بخوبی جانتے ہیں کہ جب بھی تاریخ اہلحدیث کا تذکرہ کیا جائے تو اس میں خاندان روپڑیہ کا نام سرفہرست ہوتا ہے۔ برصغیر پاک وہند میں ان کی خدمات دینیہ اظہر من الشمس ہیں۔ تحریک پاکستان ہو یا تحریک ختم نبوت، تدریسی میدان ہو یا تبلیغی، فن مناظرہ ہو یا فن خطابت، قلم وقرطاس کی بات ہو یا بحث ومباحثہ کا میدان ہو ہر میدان میں روپڑی خاندان کی خدمات جلیلہ اور کردار واضح ہے۔

خاندان روپڑیہ کی قائم کردہ علمی وتدریسی درسگاہ کی صد سالہ تقریب کے پرمسرت موقع پر ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث کی خصوصی اشاعت کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ ہم اپنے معزز علمائے کرام سے درخواست کرتے ہیں کہ اپنے علم وعرفان اور مشاہدات کی روشنی میں خاندان روپڑیہ بالخصوص حافظ عبداللہ محدث روپڑی، حافظ عبدالقادر روپڑی، حافظ محمد اسماعیل روپڑی کی خدمات دینیہ کے حوالے سے اپنی قلم کو حرکت میں لائیں تاکہ نوجوان نسل کو اپنے اکابر بزرگوں کی خدمات دینیہ سے آگاہ کیا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی محنت وکاوش کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین

نوٹ: تمام مضامین نگار اپنے مضامین درج ذیل پتہ پر ارسال کریں۔ شکریہ

(منجانب: شاہد محمود جانباز: دفتر ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث Shahid Mian Janbaz@yahoo.com)

اسلام اعتدال پسند ہے

مولانا عنایت اللہ امین

جونہی عیدالاضحیٰ کا چاند طلوع ہوتا ہے تو قربانی کے مسائل پر بحث شروع ہوجاتی ہے۔ خصوصاً دو باتوں پر عوام الناس اور بعض علماء میں اختلاف وتشدد طول پکڑ جاتا ہے جس سے اکثر مقلدین اور منکرین حدیث ہمارے اسلاف اور مسلک پر زہر آلود تیر چلاتے نظر آتے ہیں۔ حالانکہ یہ فروعی اختلاف ہے جس کو فروعی حد تک ہی محدود رکھنا چاہیے اور بنظر اعتدال اس کی شرعی حیثیت واضح کرنی چاہیے کیونکہ اعتدال اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی نظر میں پسندیدہ عمل ہے جبکہ جو فوائد اعتدال میں مضمر ہیں وہ اختلاف و تشدد میں نہیں ہیں۔ اکثر احباب کے استفسار پر یہ چند سطور تحریر کرنی پڑی ہیں تو فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ کے تحت مجھے اپنی کم علمی کا اعتراف ہے اگر کہیں سقم ہو تو اصلاح فرما دیں۔ نیز راقم الحروف کا مضمون ان دو عنوانات پر مشتمل ہوگا۔

(1) میت کی طرف سے مستقل قربانی (2) ہمیشے کی قربانی

جہاں تک میت کی طرف سے قربانی کا مسئلہ ہے یہ قدیم سے چل رہا ہے، لوگ عیدالاضحیٰ کے وقت بڑے شوق وجذبے سے کرتے ہیں اور یہ عمل جاری رہنا بھی چاہیے کیونکہ جو میت لاکھوں کروڑوں کی جائیداد ورثاء کے لیے چھوڑ گئی ہو وہ اس مہنگائی کے عذاب اور پرفتن دور میں میت کے نام کی اور کوئی نیکی تو قسمت سے کرتے ہیں لیکن قربانی کے موقع پر یہ عمل ضرور کرتے ہیں اگرچہ صدقہ کے طور پر ہی سہی، اس میں کون سا مضائقہ ہے اس لیے میت اور قربانی کرنیوالے کے علاوہ غرباء کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔

علمائے کرام حضرات کو ایسے مسائل میں مثبت اور منفی دونوں پہلو واضح کرنے چاہئیں نہ کہ مطلق کو مقید اور مقید کو مطلق بنا کر مسئلہ میں ایسی پیچیدگی پیدا کی جائے جس سے لوگ پریشان ہو جائیں بلکہ یہ موقف تُنَفِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا کے بھی خلاف ہے لہٰذا میت کے حوالے سے مطلقاً یہ کہنا کہ میت کی طرف سے قربانی دینا جائز نہیں۔ ایسے ہی قربانی کا جذبہ رکھنے والا اس عمل کو سنت سمجھ کر پیش کرے تو یہ دونوں صورتیں غیر درست ہیں اور افراط وتفریط بھی ہے۔

ایسے تناظر میں دارالسلام کی طبع شدہ ابوداود ج 3 حدیث 2790 ص 259 پر حضرت حنش ؒ کی روایت کی شرح میں شارح کی عبارت ہی نقل کردوں تو کافی ہے تاکہ مسئلہ واضح ہو جائے۔ (یہ روایت سنداً کمزور ہے قابل حجت نہیں) اس حدیث میں نبی ﷺ کی وصیت کا تذکرہ ہے جو اصولاً حضرت علیؓ تک محدود ہے۔ ہاں البتہ میت کی طرف سے وصیت کی صورت میں قربانی دی جا سکتی ہے۔

امام ابن تیمیہؒ میت کی طرف سے قربانی کرنے کے قائل ہیں جیسا کہ حج اور صدقہ ہو سکتا ہے لہٰذا اگر کوئی اپنے کسی فوت شدہ کی طرف سے قربانی کرے تو جائز ہے۔ قربانی بھی صدقہ کی نیت سے جائز ہے، پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ میت کی طرف سے جو قربانی دی جائے اس کا سارا گوشت تقسیم کر دیا جائے۔ خود اس میں سے نہ کھایا جائے لیکن اگر کھا بھی لیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، جس طرح ابورافعؓ کے واسطے سے نبی پاک ﷺ کا عمل ثابت ہے۔ (فتاویٰ اصحاب الحدیث ج 2 ص 374) بعض علماء کہتے ہیں چونکہ نبی کریم ﷺ سے واضح طور پر میت کی طرف سے قربانی کرنا ثابت نہیں حالانکہ آپ کی زندگی میں سیدہ خدیجہؓ آپ کی بیٹیاں، وغیرہ دنیا سے جا چکی تھیں لیکن آپ نے ان میں سے کسی کے لیے بھی قربانی نہیں کی، البتہ آپ نے اپنی قربانی میں یہ الفاظ ضرور کہے ہیں: اے اللہ!! اس کو محمد، آل محمد اور امت محمد کی طرف سے قبول فرما۔ (مسلم: 1967)

اس حدیث میں ثواب کی نیت ہے پھر اس میں اُمت محمد یہ کے زندہ اور فوت شدہ تمام افراد آجاتے ہیں ،اس سے یہ استدلال کیا جاسکتا ہے کہ قربانی کرنے والا جس کو چاہے ثواب میں شریک کر سکتا ہے، لیکن ہر ایک کی طرف سے الگ الگ قربانی کا استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ بایں وجہ فوت شدگان کی طرف سے مستقل قربانی کا جواز محل نظر ہوگا۔

اسی لیے شیخ البانی نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ اُمت کی طرف سے قربانی کرنے والا عمل نبی پاک ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے جس میں اُمت کے لیے آپ کی اقتداء جائز نہیں (ارواء الغلیل ج 4 ص 354) اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ سلف صحابہؓ و تابعینؒ کے دور میں اس عمل کا ثبوت نہیں ملتا تاہم صدقہ کے طور پر قربانی کی جاسکتی ہے جس میں کوئی شک نہیں۔

بھینسے کی قربانی

اس مسئلہ کو بھی عوام الناس اور بعض علماء نے خواہ مخواہ نزاع اور اختلاف کا رنگ دے رکھا ہے، حالانکہ یہ فروعی مسئلہ ہے۔قرآن وسنت کے عمومی دلائل سے اس کی حیثیت غیر مسنون اور غیر افضل کے طور پر ثابت ہوتی ہے جس کو فقہاء کی اصطلاح میں مستحب اور فروعی مسئلہ کہا جائے گا۔ جہاں تک بھینسے کی حلت کا مسئلہ ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ جانور حلال ہے، اس جنس کا گوشت اور دودھ حلال ہے۔

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں اس کا نہ ہونا اس کی حلت کے منافی نہیں کیونکہ کئی چیزیں ایسی ہیں جو نبی پاک ﷺ کے زمانے میں نہیں تھیں لیکن آج ان کی حلت پر علماء کا فتویٰ موجود ہے۔ اصل میں کسی چیز کا پاک اور حلال ہونا اور چیز ہے جبکہ مسنون ہونا اور عمل ہے۔ ایسے ہی کسی چیز کا نہ کھانا اور استعمال نہ کرنا اس سے کسی کی حلت وحرمت پر کوئی اثر نہیں پڑتا لیکن مسنون وہی عمل ہوگا جس پر کتاب وسنت کی نص موجود ہو اور نبی ﷺ سے ثابت ہو۔

قربانی کے لیے مسنون جانور وہی جائز ہیں جن کو قرآن نے بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ کے لفظ سے دو تین مقام پر بیان کیا ہے۔ جیسا کہ سورۂ مائدہ کی آیت 1 سورۂ حج کی آیت 144-143 میں آٹھ جانوروں کا ذکر ہے اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری نر، مادہ کے اعتبار سے۔ پھر مختلف فیہ اشیاء کے متعلق دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ کا اصول کتب حدیث میں موجود ہے۔ ہمارے ہاں بھینسے کی قربانی کا مسئلہ مختلف فیہ ہے کچھ علماء قائل ہیں کچھ منکر ہیں لہٰذا اس مختلف فیہ مسئلہ میں بحث وتکرار کر کے قربانی کے مقدس اور مسنون عمل کو ضائع کرنا فلسفہ قربانی کے خلاف ہے جو بھینسے کی قربانی بضد کرتا ہے اس پر ہمیں فتویٰ لگانے کی ضرورت نہیں اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے جو نہیں کرتا اس پر جبر نہیں ہونا چاہیے۔

اب وہ حدیثیں ملاحظہ فرمائیں جن سے بھینسے کی قربانی کا عمل مشکوک ومختلف فیہ ثابت ہوتا ہے:

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین کے تین حصے ہیں: (1) ہدایت جو ظاہر اور واضح ہے جس کی پیروی کرنا واجب ہے مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ (2) گمراہی بھی واضح ہے جس سے بچنا ضروری ہے مثلاً کفر، شرک، کفار کی رسمیں وغیرہ (3) تیسرا حصہ مختلف فیہ ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرو، اس کے قریب نہ جاؤ مثلاً پوشیدہ اور مشتبہ اشیاء۔ (مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ ج 1 رقم الحدیث:183)

سیدنا ثعلبہ خشنیؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرائض مقرر کر دیے ہیں انہیں ضائع نہ کرو، کچھ چیزیں حرام ہیں ان کے قریب نہ جاؤ، کچھ حدیں مقرر کی ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزیں ایسی ہیں جن پر شریعت خاموش ہے پس ان میں بحث نہ کرو۔

(دارقطنی بحوالہ مشکوٰۃ ج 1 رقم الحدیث:197)

مذکورہ بالا دونوں روایتیں اگرچہ سنداً کمزور ہیں تاہم زیر بحث مسئلہ میں تطبیق اور استشہاد کے طور پر پیش کی جاسکتی ہیں کیونکہ مذکورہ احکام روایت بالمعنی کے اعتبار سے مرفوعاً ثابت ہیں۔ ان کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ بھینسے کی قربانی کا عمل مختلف فیہ اور مشتبہ ہے۔ اس کا غیر مسنون اور غیر افضل ہونا ثابت ہوتا ہے، لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ بھینسے کی قربانی نہ کی جائے۔ (بقیہ ص 9)

مولانا حکیم عبدالوحید سلیمانی صاحب

(چیف ایڈیٹر ماہنامہ خطیب، لاہور)

گفتگو: حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی

سوال: حکیم صاحب اپنا اور اپنے والد گرامی کا تعارف کروائیں کچھ خاندانی پس منظر سے آگاہ کیجئے۔

جواب: میرا نام حکیم عبدالوحید سلیمانی ولد مولانا حکیم محمد عبداللہ ہے۔ میرے دادا مولانا محمد سلیمان معروف اہلحدیث عالم اور ولی اللہ تھے۔ روڑی ضلع حصار میں رہائش پذیر تھے۔ آپ نے اپنی زندگی کا زیادہ تر وقت مسجد میں ہی گزارا، آپ مولانا عبدالجبار غزنویؒ اور مولانا سید نذیر حسین محدث دہلویؒ کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔

سوال: آپ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: میں یکم مئی 1944ء کو روڑی ضلع حصار میں پیدا ہوا۔

سوال: آپ کو دینی تعلیم حاصل کرنے کا شوق کیسے پیدا ہوا؟

جواب: گھریلو ماحول چونکہ مذہبی تھا اسی میں ہی پرورش ہوئی اور اسکے اثرات کی رہنمائی ہوئی۔

سوال: دینی تعلیم کہاں سے حاصل کی اور آپ کی عصری تعلیم کیا ہے؟

جواب: دینی تعلیم جامعہ سلیمانیہ منڈی جہانیاں اور جامعہ اہل حدیث میں حاصل کی اور عصری تعلیم میں، میں نے ایم اے اسلامیات کر رکھا ہے۔

سوال: آپ کے معروف اساتذہ کرام میں کونسی شخصیات شامل ہیں؟

جواب: حافظ عبدالقادر روپڑیؒ، حافظ عتیق الرحمن، حافظ عبدالسلام فتح پوری۔

سوال: آپ نے درس وتدریس اور خطابت وامامت کا فریضہ کن مقامات پر سرانجام دیا ہے؟

جواب: جامع مسجد حقانی جہانیاں دو سال اور جامع مسجد رحمانیہ سنت نگر لاہور میں عرصہ 35 سال تک خطابت وامامت کے فرائض سرانجام دیے ہیں۔

سوال: کبھی دینی سلسلہ میں جیل جانے کا اتفاق ہوا؟

جواب: دو دفعہ جیل گیا ہوں۔ پہلی مرتبہ صدر ایوب خان کے دور میں اور دوسری بار جنرل محمد یحییٰ خان کے زمانے میں۔

سوال: طلبہ مدارس دینیہ بار بار مدارس کیوں تبدیل کرتے ہیں؟

جواب: صرف وظیفہ کا حصول اور کھانے کا معیار اس کا سبب ہے۔

سوال: آپ کو بچپن میں کن کھیلوں میں زیادہ دلچسپی تھی اور پڑھائی میں کیسے تھے؟

جواب: کرکٹ اور فٹ بال سے دلچسپی تھی اور پڑھائی میں میرا شمار ذہین قسم کے طلبہ میں ہوتا تھا۔

سوال: آپ کی اولاد میں بچوں کی تعداد کیا ہے؟ ان کی تعلیم کیا ہے؟

جواب: میری اولاد میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں، سب نے ایم اے تک تعلیم حاصل کی ہے۔ ایک بیٹے نے کمپیوٹر سائنس میں پی ایچ ڈی کی ہے۔ دوسرے بیٹے نے اقبالیات میں ایم فل کیا ہے۔ چھوٹا بیٹا ابلاغیات میں ایم فل کر رہا ہے، دو بچے حافظ قرآن ہیں اور سب نے طب کی تعلیم حاصل کی ہے اور سب دینی تعلیمات سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔

سوال: آپ کل کتنے بہن بھائی ہیں؟ کیا کوئی دینی خدمت کی ذمہ داری ادا کر رہا ہے؟

جواب: ہم سات بھائی اور ہماری آٹھ بہنیں ہیں۔ میرے علاوہ دوسرے بھائی دینی خدمت سرانجام نہیں دے رہے جبکہ بہنیں دینی خدمت کر رہی ہیں

سوال: کن ممالک میں جانے کا اتفاق ہوا ہے؟

جواب: سعودی عرب اور چین۔

سوال: علم کی دنیا میں ترقی وپختگی کے لیے کن اقدامات کی ضرورت ایک عالم دین کو ہونی چاہیے؟

جواب: علم کے ساتھ سب سے زیادہ ضرورت عمل کی ہے۔

سوال: آج عالم اسلام پریشان کن حالات میں ہے اس کی بنیادی وجوہات کیا ہیں؟

جواب: امت مسلمہ کی بے اتفاقی اور علماء کی دنیاداری اس کا سب سے بڑا سبب ہے۔

سوال: عالم کفر پر غلبہ پانے رکھنے کے لیے اُمت مسلمہ کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسا اور جدید ہتھیاروں کے چلانے سے باخبری،

سوال: کیا اسرائیل کی حکومت سے اُمت مسلمہ تعلقات استوار رکھ سکتی ہے؟

جواب: لا تتخذوا الیھود والنصاری اولیاء کے مطابق منع ہے۔

سوال: پاکستان میں اسلامی نظام حکومت کی راہ کیسے ہموار ہو سکتی ہے؟

جواب: اتحاد بین المسلمین سے۔

سوال: موجودہ دور میں علمائے دین کی اولاد اشاعت دین سے پیچھے کیوں ہے؟

جواب: کیونکہ وہ دین سے بے بہرہ ہیں اور مادیت کی طرف راغب ہیں۔

سوال: موجودہ دور میں لوگوں کی دین سے دوری کی بنیادی وجہ کیا ہے؟

جواب: تقویٰ کا فقدان اور ہوس زر۔

سوال: پاکستان میں فرقہ واریت کا خاتمہ اور امن کی راہ کیسے اختیار کی جا سکتی ہے؟

جواب: ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا چھوڑ دیں۔

سوال: سیاسی طور پر مسلک اہل حدیث کو کون سا پہلو اختیار کرنا چاہیے؟

جواب: سیاسی طور پر دین کے عملی پہلو کو اختیار کرنا چاہیے۔

سوال: مسلکی سطح پر اہل حدیث جماعتوں کو یکجا کر کے فعال کیسے بنایا جا سکتا ہے؟

جواب: وقت کی اہم ضرورت باہمی اتحاد ہے۔ سابق نام اہلحدیث مجلس عمل یا کوئی اور نام رکھ کر اس کا باقاعدہ ہر ماہ ایک اجلاس بلایا جائے اس میں تمام جماعتوں کو نمائندگی کا حق دیا جائے۔

سوال: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ اور انکے رفقاء کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: اللہ نے انھیں بے پناہ علم اور عمل سے نوازا تھا۔ حاضر دماغ مناظر تھے، لہٰذا خطباء حضرات اپنے دائرہ کار میں اکابرین کے کردار و عمل سے عوام الناس کو باخبر رکھیں۔

سوال: ہمارے مدارس اہل حدیث کے ذہین و محنتی طلبۂ عزیز کی حوصلہ افزائی کیسے ممکن ہے؟

جواب: اسنادات اور انعام دے کر نیز سٹیج پر ان کی تقاریر کروائیں۔

سوال: شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کی فکر کو کیسے عام کیا جا سکتا ہے؟

جواب: تقابل ادیان میں ان کی کتب کو نمایاں مقام حاصل ہے، ہر ساتھی کو ان کی کتب و تقاریر سے استفادہ کرنا چاہیے۔

سوال: عصر حاضر میں قرآن و حدیث کی آواز کو عالم اسلام میں مؤثر رکھنے کے لیے کن مواصلات کو اختیار کرنا چاہیے؟

جواب: اخبارات، رسائل و جرائد، انٹرنیٹ، ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے پوری دنیا میں اسلامی کلچر کو عام کیا جا سکتا ہے، موجودہ دور میں یہ بہترین مواصلات ہیں۔

سوال: تاریخ اہل حدیث اور تاریخ علمائے اہل حدیث کو محفوظ رکھنے کے لیے آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: مورخ اہل حدیث مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کریں۔

سوال: علم کی دنیا میں ہمارے مدارس کیسے ترقی کر کے اپنے ہدف کو پہنچ سکتے ہیں؟

جواب: منتظمین حضرات طلبہ کو قدیم و جدید دونوں علوم پڑھائیں۔

سوال: تعلیمی نقطۂ نظر سے آپ کی تخصص قرآن و حدیث کے بارے میں کیا رائے ہے؟

جواب: ہر مدرسہ اپنا الگ سلسلہ شروع کرنے کی بجائے ملک میں موجود شیوخ سے رہنمائی حاصل کریں۔

سوال: قارئین تنظیم اہل حدیث کے لیے کوئی پیغام؟

جواب: رسالہ باقاعدگی سے پڑھیں اور اس کی خریداری کی تعداد میں اضافہ کریں۔

آغوشِ مادر بورڈنگ سکول

(یتیم بچوں کی کفالت اور تعلیم وتربیت کا عظیم منصوبہ)

محمد ارسلان حجازی

کچھ لوگ ابر بہار، شجر سایہ دار اور سرمایہ خیر وبرکت ہوتے ہیں۔ وہ اپنی زندگیاں نیکی کے کاموں اور دکھی انسانوں کی خدمت کے لیے وقف کر دیتے ہیں اور وہ اپنی ذات میں انجمن ہوتے ہیں۔ حالات کیسے ہی سخت اور مشکل کیوں نہ ہوں ان کے حوصلے وولولے قائم ودائم رہتے ہیں اور ان کی مثال فکر جواں ز کے جب توکل چیر دیتی ہے یہ پہاڑوں کے دل چیر دیتی ہے۔ دار السلام کے مینجنگ ڈائریکٹر عبدالمالک مجاہد ایسی ہی ابر بہار اور شجر سایہ دار شخصیت کے مالک ہیں۔ انھوں نے دار السلام کے نام سے جس ادارے کی بنیاد رکھی آج یہ ادارہ...... اسلام کے احیا...... امت مسلمہ کے ارتقا...... اور دنیا بھر میں پاکستان کی نیک نامی کا باعث بن رہا ہے۔ الحمد للہ!

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

زندگی کے بارے میں اسلام نے بہت واضح تصور دیا ہے کہ صحت کو بیماری سے پہلے اور جوانی کو بڑھاپے سے پہلے غنیمت جانو۔ یہ حدیث مسلمانوں کو ہر دم متحرک، فعال اور تروتازہ رہنے کا سبق دیتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عملی مسلمان کے نزدیک فراغت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ مسلمان ہر دم اللہ کی عبادت اور انسانیت کی خدمت میں مشغول ومصروف رہتا ہے۔ یہی حال عبدالمالک مجاہد کا ہے۔ وہ ہر دم خدمت انسانیت کے لیے نت نئے پروگرام سوچتے رہتے ہیں اور صرف سوچتے ہی نہیں بلکہ انھیں عملی جامہ بھی پہناتے ہیں۔ اگر ان کے سارے منصوبوں پر خامہ فرسائی کی جائے تو بات بہت لمبی ہو جائے گی۔ سردست یہاں ایک نہایت ہی شاندار منصوبے "آغوش مادر" کا ذکر کرنا مطلوب ہے۔ "آغوش مادر" جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یتیم بچوں کی تعلیم وتربیت، پرورش اور کفالت کا پروگرام ہے۔

دنیا میں انسان اپنے مستقبل کو بہتر بنانے کے لیے بڑے بڑے منصوبے اور پروگرام شروع کرتا ہے۔ اپنی رہائش کو آرام دہ، خوبصورت اور پرسکون بنانے کی ہر ممکن اور حتی الوسع کوشش کرتا ہے لیکن غافل و نادان انسان کو جان لینا چاہیے کہ یتیم بچے کی کفالت سے بہتر اور خوبصورت منصوبہ کوئی نہیں۔ اس لیے کہ یتیم بچے کی کفالت کرنے والا نہ صرف جنت کا حق دار ٹھہرتا ہے بلکہ اسے جنت میں رسالت مآب ﷺ کی ہمسائیگی کا بھی اعزاز حاصل ہو جاتا ہے۔ ایک سچے پکے مسلمان کے لیے بلاشبہ یہ دنیا کا سب سے بڑا اعزاز ہے۔ بس یتیم بچے کی کفالت کا سودا مہنگا نہیں بلکہ بہت ارزاں اور منافع بخش سودا ہے۔ یہ بات سب جانتے اور مانتے ہیں کہ دار السلام کا نام اور کام اس وقت دنیا بھر میں شاندار اور خوبصورت معیار کی علامت بن چکا ہے۔ گو کہ اس وقت پاکستان میں یتیم بچوں کی کفالت وتربیت کے بہت سے ادارے موجود ہیں لیکن آغوش مادر کے نام سے جو ادارہ دار السلام قائم کر رہا ہے وہ ان شاء اللہ

گزشتہ دنوں عبدالمالک مجاہد ایک ماہ کے لیے پاکستان تشریف لائے۔ ان کی آمد جماعتی، فلاحی، سماجی پروگراموں اور ملاقاتوں سے بھرپور تھی۔ مولانا عبدالمالک مجاہد نے 15 اگست کا خطبہ جمعۃ المبارک جامع مسجد خدیجۃ الکبریٰ سول لائن شیخوپورہ میں پڑھایا اور نماز جمعہ کے بعد شیخوپورہ میں ہی آغوش مادر کی پہلی برانچ کا افتتاح کیا۔ آغوش مادر بلڈنگ میں نماز جمعہ کے بعد معززین علاقہ حاجی غلام رسول ورک، حاجی سعید ورک، اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کے صدر ذاکر الرحمن صدیقی، میاں عبداللطیف، چوہدری منشاء گوپے را، شیخ محمد افضل، خالد ابراہیم، حاجی غلام رسول شیخ، وحید احمد بنس، خالد مرزا، میاں راشد اور عکاشہ مجاہد کے علاوہ علماء، طلبہ کی ایک بہت بڑی تعداد جمع تھی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد حافظ عبدالعظیم اسد نے آغوش مادر پراجیکٹ کے اغراض ومقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ یہ خیر ونیکی کا کام ہے جس کی ابتدا ہم نے کر دی ہے۔

شیخوپورہ میں کامیابی کے بعد ہم خیر کے اس سلسلے کو لاہور میں اور بڑے شہروں میں پھیلائیں گے۔ ان کا کہنا تھا کہ آغوش مادر رہائشی ادارہ ہوگا جس میں 6 سے 9 سال کے یتیم بچے ہاسٹل میں رکھے جائیں گے اور ان بچوں کو تعلیم کے لیے شہر کے اچھے اور معیاری سکولوں میں داخل کروایا جائے گا جبکہ ان بچوں کے ہوم ورک اور دینی تعلیم کے لیے اساتذہ اور علماء کی خدمات حاصل کی جائیں گی۔

دارالسلام کے مینجنگ ڈائریکٹر جناب عبدالمالک مجاہد کا کہنا تھا کہ اسلام خیر و بھلائی کا دین ہے۔ اسلام میں خیر ہی خیر ہے۔ صحیح مسلمان ہر وقت خیر اور نیکی کے کاموں کا متلاشی رہتا ہے۔ ایسے ہی ریاض میں نیکی اور خیر کے جذبہ سے سرشار چند مخلص نوجوانوں نے PPF (پاک پروفیشنل فورم) کے نام سے ایک پلیٹ فارم تشکیل دیا ہے۔ اس فورم کے صدر انجینئر عمران ظہیر ہیں۔ فورم کے تمام ممبرز گریجویٹ ہیں۔ انجینئر عمران ظہیر اپنے ساتھیوں سمیت میرے پاس تشریف لائے اور کہا کہ ہم یتیم بچوں کی کفالت اور تعلیم وتربیت کا ایک سلسلہ شروع کرنا چاہتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ بحیثیت چیئرمین اس کی ذمہ داری سنبھالیں۔ یہ نیکی اور بھلائی کا کام تھا۔ مسلمان کے لیے اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ اس سے نیکی کا کام لے لے، سو میں نے یہ ذمہ داری قبول کر لی۔ عبدالمالک مجاہد کا کہنا تھا کہ ہم نے شیخوپورہ میں آغوش مادر سکول تجرباتی بنیادوں پر شروع کیا ہے ہمیں امید ہے کہ یہ سکول یہاں کامیابی کے ساتھ گامزن ہوگا۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ شیخوپورہ سٹی کے مخلص احباب، تاجر حضرات اور ورک برادری آغوش مادر سکول کے ساتھ قدمے، دامے، درمے، سخنے تعاون فرمائیں گے۔

دارالسلام کے مینجنگ ڈائریکٹر عبدالمالک مجاہد نے اس موقع پر قرآن و حدیث اور تاریخ اسلامی کے واقعات کی روشنی میں یتیم بچوں کی کفالت کے موضوع پر بہت ہی پراثر انداز میں روشنی ڈالی۔ ان کی گفتگو کے نتیجہ میں حاضرین میں سے شیخ وحید احمد انس صاحب نے دو اور عکاشہ مجاہد صاحب اور مرزا خالد صاحب نے ایک ایک بچے کی کفالت کا ذمہ اٹھانے کا اعلان کیا۔

آغوشِ مادر سکول کی خصوصیات

جناب عبدالمالک مجاہد نے آغوش مادر سکول کی امتیازی خصوصیات کے بارے میں بتایا کہ یہاں زیر تعلیم بچوں کے ذہنوں میں آغاز ہی سے عقیدۂ توحید راسخ کیا جائے گا۔ انھیں قرآن وحدیث کی خالص تعلیمات کے مطابق اللہ کا پسندیدہ مسلمان بنانے کا بھرپور اہتمام کیا جائے گا۔ "آغوش مادر" کے بچوں کی رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام کی محبت اور ان کے بتائے ہوئے طریقوں اور رہنما اصولوں کے مطابق کی جائے گی۔

"آغوش مادر" کے بچوں کو سچا، کھرا اور عملی مسلمان بنانے کے ساتھ ساتھ محب وطن پاکستانی بھی بنایا جائے گا۔ ان میں حب الوطنی کے جذبات سائنٹفک انداز میں ابھارے اور پیدا کیے جائیں گے۔ "آغوش مادر" کے بچوں میں خودی اور خودداری کے جذبات کو بھی پروان چڑھایا جائے گا۔ بھرپور کوشش کی جائے گی کہ یہ بچے شروع دن سے ہی پکے نمازی، تلاوت قرآن کریم کے عادی، ذکر و اذکار کے خوگر اور دینی و اخلاقی تعلیمات کے پابند ہوں۔

"آغوش مادر" کے بچے اس شاندار تعلیم کے نتیجے میں ان شاء اللہ اپنے حقیقی ماں باپ اور روحانی والدین (کفالت کرنے والوں) کے لیے صدقہ جاریہ بن جائیں گے۔ تعلیم وتربیت کے ساتھ بچوں کو کسی ہنر اور فن کی تعلیم سے بھی آراستہ کیا جائے گا تاکہ وہ معاشرے پر بوجھ بننے کے بجائے اس کا بہترین اثاثہ بن سکیں۔ ہماری تمنا اور کوشش ہوگی کہ بچے کو امکانی حد تک اس کے اپنے گھر کا، اپنی ماں کی گود کا سا ماحول دیا جائے جہاں اس کی نہایت محبت اور پیار کے ساتھ اعلیٰ اسلامی اقدار کی روشنی میں تربیت کی جائے۔ "آغوش مادر" کے بچوں کی شخصیت کی تعمیر اس طرح کی جائے گی کہ وہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے والے نہ ہوں۔ عزت نفس کے محافظ ہوں جس سے لوگوں کو کچھ دینے والے بنیں، لینے والے نہ بنیں۔ "آغوش مادر" کے بچے ایثار و قربانی جیسے جذبات سے سرشار ہوں کہ اپنا حصہ بخوشی دوسروں کو دینے میں فخر محسوس کریں۔ ہم بچوں کو ان شاء اللہ ایسی جدید اور اعلیٰ تعلیم دلوائیں گے کہ وہ مستقبل میں قابل فخر مسلمان، ڈاکٹر، انجینئر، ماہر معاشیات اور امین تاجر کے طور پر اپنا تشخص قائم کریں گے۔ "آغوش مادر" کے بچوں میں رحم دلی کے جذبات کی بھی مکمل آبیاری کی جائے گی تاکہ مستقبل میں وہ بھی یتیم اور محتاج بچوں کے سر پر دست شفقت دراز کریں۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے، ہم اندرون ملک اور بیرونی ممالک کے احباب سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس نیک کام میں اپنے مال، وقت اور صلاحیتوں سے بھرپور شمولیت کرکے اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب دارین اور جنت میں رسول اکرم ﷺ کی رفاقت کے حق دار بنیں گے۔ آمین!

میرے والد محترم

محمد نواز ساجد، فاضل جامعہ اہل حدیث لاہور

کائنات ارض و سماء میں انبیاء و صلحاء اور علمائے حق کا وجود ہمیشہ سے رشد و ہدایت کا مرکز و سبب رہا ہے مگر کچھ نیک اور صالح لوگ ایسے بھی گزرے ہیں جن کی زندگیاں قابل رشک ٹھہریں۔ ابی و سیدی میاں محمد حنیف مرحوم بھی ان میں سے ایک ہیں۔ دنیا کا مال و متاع جمع کر لینا کامیابی نہیں بلکہ یہ دنیا اپنی تمام تر رعنائیوں اور کمال درجہ ترقی تک پہنچنے کے باوجود ایک بندۂ مومن کی گرد راہ سے زیادہ کچھ نہیں کیونکہ ایسی ترقی جس میں آخرت کی تیاری کا سامان نہ ہو ایسی زندگی دھوکہ اور خسارے کے سوا کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔

ابھی مشفق و مہربان چچا جان جو گذشتہ سال کرنٹ لگنے سے انتقال کر گئے تھے کا زخم نہیں بھرا تھا کہ والد محترم بھی داغ مفارقت دے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں اکثر سوچتا تھا کہ کائنات کے مشفق ترین باپ محمد عربی ﷺ کی وفات پر سیدہ فاطمۃ الزہراء ؓ نے کہا تھا کہ میرے باپ کی وفات کا دن میرے لیے اس قدر غمناک تھا کہ اگر میرے غم کو روشن دن پر ڈال دیا جائے تو وہ بھی رات کی تاریکی میں تبدیل ہو جائے لیکن یہ بات اس صحابیؓ رسول کی سحری کے سفید اور سیاہ دھاگوں کی طرح سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ لیکن جونہی 29 جون اتوار کا دن میرے لیے رات کی تاریکی میں تبدیل ہوا تو میں نے آہ بھری اور کہا وہ تو سید الانبیاء تھے تو گوشۂ رسول سیدہ فاطمہ ؓ کا کیا بنا ہوگا۔

والد محترم کے شب و روز اطاعت الٰہی اور سنت رسول پر عمل کرتے ہوئے بسر ہوئے۔ فرائض میں کبھی کوتاہی نہ کرنے والے انسان تھے بلکہ نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرنے کے ساتھ ساتھ نماز تہجد اور نماز اشراق تو ان کی زندگی کا معمول تھا۔ تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۝ کی عملی تفسیر تھے۔

انہیں آخرت کی فکر بہت لاحق تھی میں نے انہیں نماز تہجد کے وقت اللہ کے حضور رو رو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے کئی بار دیکھا ہے جونہی اذان فجر ہوتی تو سب گھر والوں کو اٹھاتے اور مسجد میں چلے جاتے نماز فجر سے لے کر طلوع شمس تک قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہتے اور نماز اشراق ادا کر کے گھر آتے اور محلے کے بچوں، بچیوں کو قرآن مجید اور نماز کا سبق پڑھاتے تھے۔ بچوں کو سبق پڑھا کر گھر سے نکلتے اور مال مویشیوں کے لیے چارہ گھاس وغیرہ کاٹ کر لاتے۔ چند بکریاں بھی رکھی ہوئی تھیں جن کی بہت دیکھ بھال کرتے۔ ان کو بکری کا دودھ بہت پسند تھا، جب بھی کھانا کھاتے ساتھ بکری کا دودھ ضرور پیتے چاہے تھوڑا سا ہی ہوتا۔

زندگی کے ہر لمحہ کو غنیمت جانتے ہوئے ذکر و اذکار میں مشغول رہتے تھے اور جب بھی وہ کام کاج سے فارغ ہوتے تو قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دیتے۔ جونہی نماز مغرب کا وقت ہوتا تو لوگ بچوں کے لیے پانی وغیرہ اور مال مویشیوں کے لیے آٹا و چارہ وغیرہ دم کروانے کے لیے آ جاتے اللہ تعالیٰ نے اس مرد موحد کے دم میں بہت شفاء رکھی تھی۔

آپ حقوق العباد میں بہت نمایاں تھے، تمام مسلمانوں کو چاہے واقف ہو یا ناواقف ہر ایک ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آتے۔ دل میں کسی کے خلاف حسد و بغض اور کینہ نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی ان کے قول و عمل میں تضاد تھا۔ وہ صدقات و خیرات میں بھی اپنی استطاعت کے مطابق بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ آپ ہمیشہ اپنے بہن بھائیوں اور اپنے بیٹوں بیٹیوں کو پیار و اتحاد و اتفاق سے رہنے کی تلقین کرتے تھے، اسی طرح حدیث نبوی ﷺ کل بنی آدم خطاء وخیرا الخطائین التوابون پر بھی عمل پیرا تھے اس کی ایک مثال بیان کیے دیتا ہوں۔

ایک مرتبہ میں ان کے ساتھ کام میں مصروف تھا کہ اچانک ہوا میں مٹی اڑی (جسے ہم پنجابی میں کُھو کہتے ہیں) اور ان پر آ گری تو انسانی فطرت کے مطابق اُسے کچھ برا بھلا کہہ دیا تو ساتھ ہی استغفر اللہ بولتے ہوئے کہنے لگے یا میرے مالک! مجھے معاف کر دینا، یہی مٹی ہے جس کے نیچے ہم نے جانا ہے۔ نیز آپ کی شخصیت شجر سایہ دار کی سی تھی اپنے تو اپنے پرائے بھی آپ کو عزت و شرف کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ یہ ان کے اخلاق و کردار کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ والد محترم اپنے سب عزیز و اقارب کو سلوک و محبت سے رہنے کی نصیحت کرتے تھے لہٰذا میں اپنے والد محترم کی بات کو دہراتے ہوئے اپنے چچاؤں اور بہن بھائیوں اور تمام مسلمانوں سے گزارش کرتا ہوں کہ زندگی کے کسی بھی موڑ پر اتحاد و یکجہتی کے دامن کو نہ چھوڑنا، کتاب و سنت پر عمل پیرا رہنا اسی میں ہماری فلاح و کامیابی ہے۔

تمام قارئین کرام تہہ دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے والد محترم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حق

حافظ کامران صدیقی

امام ابوحاتمؒ نے سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے، اس کی نافرمانی نہ کی جائے، اس کو ہمیشہ یاد رکھا جائے اور اس کو بھولا نہ جائے۔ (تفسیر ابن ابی حاتم ج 3 ص 722) حدیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ انسان کے دل میں ہر وقت اللہ کا خوف راسخ ہونا چاہیے، انسان کا ہر قول و عمل اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں سرانجام دیا جائے اور اس کی نافرمانی سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے یہی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حق ہے۔

افسوس! آج ہم اللہ رب العزت کے اس فرمان کو بھول چکے ہیں جو کہ قرآن مجید میں ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۝ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرو جس طرح ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو۔" (آل عمران: 102)

آج ملک پاکستان کے جو حالات ہیں وہ کسی انسان سے اوجھل نہیں ہیں، جو کچھ اسلام آباد میں ہو رہا ہے کیا ہم مسلمانوں کو ایسی تہذیب اپنانا زیب دیتا ہے؟ ایک طرف ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور دوسری طرف یہودیوں اور عیسائیوں کا کلچر بھی اپناتے ہیں۔ ہمارا رہنا سہنا، چلنا پھرنا، اوڑھنا بچھونا تو مغربی کلچر کے ساتھ ملتا جلتا ہے، کیا ہمارا اسلام ہم کو یہ سکھاتا ہے۔ جب انسان کے دل سے خوف الٰہی ختم ہو جائے اور وہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو ترک کر کے مغربی تہذیب کا دلدادہ ہو ایسے لوگوں پر عذاب الٰہی مسلط کر دیا جاتا ہے۔

بلاشبہ کوئی انسان اس وقت تک حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرنے والا نہ ہو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ جیسا کہ سیدنا انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ کوئی بندہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ سے اس طرح نہیں ڈر سکتا جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے جب تک وہ اپنی زبان کی حفاظت نہ کرے۔

(مختصر در المنثور ج 2 ص 105)

وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنی صحت و سلامتی والی زندگی میں اسلام کے ارکان پر پابند رہے تا کہ تمہارا خاتمہ اسلام پر ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنی یہ عادت قرار دے لی ہے کہ جو شخص جیسی زندگی بسر کرتا ہے اسی کے مطابق اسے موت آتی ہے۔ (تفسیر ابن حاتم ج 3 ص 722)

دوسری حدیث میں ہے کہ جس شخص کی جس حالت میں موت آئے اسی کے مطابق اسے قبر سے اٹھایا جائے گا، ہم کو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرنی چاہیے کہ یا اللہ! جب موت آئے تو اسلام پر آئے، یا اللہ! نیک موت عطا فرمانا۔ آمین

امام احمدؒ نے امام مجاہدؒ کی روایت کو نقل کیا ہے کہ لوگ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے سیدنا عبداللہ بن عباسؓ اس وقت بیٹھے ہوئے تھے اور آپؓ کے پاس ایک چھڑی بھی تھی، آپؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے آیت کریمہ تلاوت کی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ اور فرمایا: وَلَوْ اَنَّ قَطْرَةً مِنَ الزَّقُّوْمِ قُطِرَتْ لَاَمَرَّتْ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ عَيْشَهُمْ فَكَيْفَ مَنْ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا الزَّقُّوْمُ "اگر جہنم کے تھوہر کے درخت کا ایک قطرہ گرا دیا جائے تو وہ روئے زمین کے تمام لوگوں کی زندگی تلخ کر دے اور ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جن کا کھانا ہی تھوہر کا ہوگا۔" (مسند امام احمد بن حنبل ج 1 ص 300 ابن ماجہ رقم الحدیث: 4325)

جس طرح آدمی دنیا کو ہر وقت یاد رکھتا ہے اس کے مال اور دولت کو کبھی نہیں بھولتا۔ اگر انسان اسی طرح آخرت کو بھی یاد رکھے تو انسانی زندگی حتی المقدور گناہوں سے بچ جائے اور انسان کے لیے خوشگوار اور مثالی بن جائے مگر یہ آسانی اس وقت آئے گی جب ہمارے دلوں میں خوف الٰہی موجود ہوگا۔ (بقیہ: ص 6)

جماعتی خبریں

پریس ریلیز

تمام سیاسی ومذہبی جماعتیں ودیگر سماجی تنظیمیں سیلاب متاثرین کی مدد کے لیے عملی کردار ادا کریں۔سیاسی لیڈرز وحکومت تمام تر اختلافات بھلا کر متاثرین سیلاب کی بحالی کے لیے ہنگامی بنیادوں پر اقدامات کریں، ان خیالات کا اظہار جماعت اہل حدیث پاکستان کے امیر شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی نے گذشتہ روز اپنے ایک بیان میں کیا۔انھوں نے کہا کہ حکومت، سیاستدان اور تمام مخیر حضرات اپنے بھائیوں کے لیے زیادہ سے زیادہ ریلیف اور کھانے پینے کی اشیاء فراہم کریں۔یہ وقت سیاست چمکانے کا نہیں بلکہ بے گھر افراد کو گھر مہیا کرنے کا وقت ہے۔

موجودہ سیاسی بحران، انتشار اور سیلاب کی صورت میں نازل ہونے والے اللہ کے غضب سے بچنے کے لیے من حیث القوم ہمیں اجتماعی توبہ و استغفار کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے کیونکہ یہ تمام تر بحران اور پریشانیاں ہماری نااہلیوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے ہیں۔احکام الٰہی کی پیروی اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ہی ہم موجودہ پریشانیوں سے نجات حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

(منجانب: سیکرٹری اطلاعات جماعت اہل حدیث پاکستان)

قربانی ایک اہم دینی فریضہ ہے: خطاب

قربانی شعائر اسلام میں سے ایک شعائر ہے۔یہ دینی فریضہ اس قدر اہم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو صاحب استطاعت ہونے کے باوجود قربانی نہیں کرتا وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔اسی طرح صفائی کو بھی ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ان خیالات کا اظہار مفسر قرآن، مناظر اسلام حافظ عبدالوہاب روپڑی نے لاہور ویسٹ مینجمنٹ اور میر خلیل الرحمن میموریل سوسائٹی کے زیر اہتمام مورخہ 23 ستمبر بروز سوموار بوقت 2:30 کو منعقد ہونے والے "قربانی ایک سعادت اور صفائی عین عبادت" سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

سیمینار کے مہمان خصوصی جناب خواجہ احمد حسان (چیئرمین لاہور ویسٹ مینجمنٹ کمپنی) اور میزبان جناب واصف ناگی (سینئر ایڈیٹر ہیلتھ، ایجوکیشن اینڈ کرنٹ افیئر چیئرمین ایم کے آر ایم ایس جنگ گروپ) تھے جنھوں نے حافظ صاحب کو بڑے والہانہ اور محبت بھرے انداز میں اھلاً وسھلاً مرحبا کہا۔

حافظ صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نیکی کے کاموں میں باہم تعاون کرنا بہت بڑی نیکی ہے،اسی طرح عوام الناس کی فلاح و بہبود کے لیے ایسے اقدامات کرنا جو ملک وقوم کی خوشحالی دامن کا سبب بنتے ہیں میں ایک دوسرے بڑھ چڑھ کر حصہ لینا بھی ہمارا اخلاقی فریضہ ہے۔اس کے برعکس عوام الناس کو مصائب وآلام میں مبتلا کرنا ظلم ہے اس لیے ہم سب کو چاہیے کہ قربانی کرتے وقت صفائی کا خاص خیال رکھتے ہوئے ذبح کیے گئے جانور کے فاسد مادہ جات کو کوڑا دان میں ڈالیں،ان کو گلیوں چوراستوں میں کھلے عام پھینک دینا بھی عامۃ الناس کو تکلیف دینے کے مترادف ہے۔ظاہر ہے صفائی نہ کرنے سے بدبو پیدا ہوگی اور پھر زہریلے جراثیم پرورش پائیں گے جو لوگوں کیلئے مختلف بیماریوں کا سبب بنیں گے، حافظ صاحب کا خطاب الحمدللہ ایک منفرد حیثیت کا متقاضی ٹھہرا۔اس سفر میں حافظ امتیاز احمد اور راقم الحروف بھی حافظ صاحب کے ہمراہ تھے۔

(رپورٹ: وقار عظیم بھٹی میر محمدی)

پریس ریلیز

جماعت اہلحدیث پنجاب کے امیر حافظ عبدالوحید شاہد روپڑی اور ناظم اعلیٰ مولانا محمد سلیمان شاکر نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ ملکی سلامتی داؤ پر لگا کر طاہر القادری کس شہادت کی تمنا لئے بیٹھے ہیں۔نام نہاد انقلاب کی کشتی پار لگانے کی باتیں کرنے والوں کو سیلاب میں ڈوبے مظلوم متاثرین نظر کیوں نہیں آتے۔اقتدار کی ہوس نے قادری اور عمران کو مذہبی حمیت اور جذبہ حب الوطنی سے محروم کرکے قومی مجرم بنا دیا،ان کی ملک دشمنی اب کسی سے مخفی نہیں رہی۔قوم سیلاب کی آفت میں مبتلا ہے، ہر سو افراط و

تفریط کا عالم ہے اور یہ اسلام آباد میں بیٹھے مغربی ایجنٹ میوزیکل شو سجا رہے ہیں۔ حالات نے ان لوگوں کے بھیانک چہروں کو بے نقاب کر دیا۔ آزادی اور انقلاب کے نام پر ان کے مذموم مقاصد کھل کر سامنے آچکے ہیں قوم ان سیاسی یتیموں کو مسترد کر چکی ہے ایسے حالات میں طاہر القادری کی شہادت والی باتیں ایک لطیفے کے سوا کچھ نہیں۔

صوبائی ناظم اعلی کی قیادت میں گوجرانوالہ یونٹ کا دورہ پنڈی بھٹیاں

14 ستمبر بروز اتوار ہیڈ آفس لاہور میں پنجاب کے اہم اجلاس میں امیر پنجاب حافظ عبدالوحید شاہد روپڑی کی طرف سے آئندہ کا لائحہ عمل اور جو ہدف کارکنان کو دیا گیا اس پر عملدرآمد کرنے کی یقین دہانی کے ساتھ ہی صوبہ بھر میں محنت شروع کر دی گئی۔ 17 ستمبر بروز بدھ ناظم اعلی جماعت اہلحدیث پنجاب مولانا محمد سلیمان شاکر کی قیادت میں متاثرین سیلاب کے لئے خوراک اور امدادی سامان کے ہمراہ ایک قافلہ جلال پور اور پنڈی بھٹیاں کے دورہ پر پہنچا۔ صوبائی سینئر نائب امیر مولانا قاری محمد افضل سلفی، امیر گوجرانوالہ مولانا غازی عباس ضیائی، مولانا عامر یزدانی سمیت تمام احباب کا جوش قابل دید تھا۔ طویل سفر کی صعوبتیں اٹھانے کے بعد جماعت اہلحدیث کا یہ قافلہ جلال پور کے ''چھنی'' علاقہ میں پہنچا جہاں متاثرین میں نقدی، خوراک اور دیگر ضروریات زندگی کا سامان ہزاروں افراد میں تقسیم کیا گیا۔

اس موقع پر حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد سلیمان شاکر نے کہا کہ خدمت انسانیت جماعت اہلحدیث کا منشور ہے، تبلیغ دین کے ساتھ ساتھ فلاح انسانیت اور بحالی متاثرین کے لئے ہم ملک بھر میں اپنی خدمات پیش کر رہے ہیں۔ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور مصیبت کی اس گھڑی میں ہم لحہ لحہ آپ کے ساتھ ہیں آپ کا دکھ ہمارا دکھ ہے آپ صبر و استقلال کے ساتھ اللہ کے حضور پر امید رہیں ان شاء اللہ بہت جلد ان مشکلات کے بدلے اللہ آپ کو آسانی سے نوازیں گے۔ علاقہ کے بیشتر حصوں میں ضعیف العمر افراد ہم سے حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کا تذکرہ آبدیدہ ہو کر کرتے رہے۔ متاثرین سیلاب نے جماعت اہلحدیث کی اس بے لوث خدمت کو اقوال حسنہ کے ساتھ زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہم آپ کی اس محبت کو کبھی فراموش نہیں کر سکیں گے۔

(حافظ عبدالقدیر بٹ سیکرٹری اطلاعات جماعت اہلحدیث پنجاب)

سیرۃ النبی ﷺ کانفرنس

جماعت اہلحدیث لاہور کے زیر اہتمام مورخہ 13 ستمبر 2014ء بروز ہفتہ بعد نماز از عشاء جلوسوز مناواں لاہور میں سیرۃ النبی ﷺ کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی قیادت سرپرست اعلیٰ جماعت اہلحدیث پاکستان مولانا حافظ عبدالوحید روپڑی اور شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی امیر جماعت اہلحدیث پاکستان نے فرمائی۔ جلسہ گاہ پہنچتے ہی کارکنان جماعت اہل حدیث نے روپڑی خاندان کے ساتھ محبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے قائدین کا بہت مہذب اور شاندار استقبال کیا۔

کانفرنس کا آغاز قاری ابوبکر کی تلاوت سے ہوا، ان کے بعد احمد یعقوب اعوان اور شاعر اسلام منشاء قادری نے حمد و نعت پڑھی۔ بعد ازاں حافظ مصطفی صادق نے اطاعت رسول پر خطاب کرتے ہوئے کہا نبی ﷺ کی اطاعت میں ہی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ حافظ عبدالوحید شاہد روپڑی امیر جماعت اہل حدیث پنجاب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حیا، ایمان کا حصہ ہے، ہماری نوجوان نسل فلمی ایکٹرز کو اپنا آئیڈیل نہ بنائیں بلکہ خلفائے راشدین کو اپنا آئیڈیل بنائیں جو شرم وحیاء کے پیکر تھے۔

مولانا شاہد محمود جانباز امیر جماعت اہل حدیث لاہور نے اپنے بیان میں کہا کہ ختم نبوت ایمان کا حصہ ہے جو نبی کی ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا یا ختم نبوت کے منکروں کا دلدادہ ہے وہ سمجھ لے کہ اس میں ایمان نہیں، ان کے بعد مولانا شمشاد سلفی نے تاریخ فلسطین کے عنوان پر شاندار خطاب کیا۔ پھر مولانا بشیر خاکی نے جہاد فی سبیل اللہ کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جہاد اسلام کی کوہان ہے اور جہاد کے ذریعے اسلام کو عظمت ملی ہے اور جہاد تعلیمات رسول ﷺ کا اہم حصہ ہے۔

سرپرست اعلیٰ حافظ عبدالوحید روپڑی نے تاریخ اہلحدیث کے

عنوان پر خطاب کیا۔ بعد میں حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ نے کانفرنس کی کامیابی پر مولانا وقاص احمد قاسمی و دیگر رفقاء کو مبارکباد دیتے ہوئے مزید محنت و یکسوئی سے کام کرنے کی تلقین کی۔ آخر میں حافظ محمد یوسف پسروری نے شانِ مصطفی ﷺ کے عنوان پر شاندار خطاب کیا۔ الحمدللہ کانفرنس خطابات اور اجتماعی لحاظ سے بہت کامیاب رہی ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہمارے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

(رپورٹ: محمد وقاص قاسمی امیر جماعت اہل حدیث واہگہ ٹاؤن لاہور)

محفل حسن قراءت

جامع مسجد نور الھدیٰ چک نمبر 435/E.B فرمان آباد بوریوالہ میں تنظیم اتحاد و اہل حدیث پاکستان، نور الھدیٰ ویلفیئر ٹرسٹ اور مرکزی جمعیت اہل حدیث کے اشتراک سے مورخہ 9 اگست 2014ء بروز ہفتہ بعد از نماز عشاء محفل حسن قراءت کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں نقابت کے فرائض قاری عمر فاروق اور قاری محمد حسن سلفی نے سرانجام دیے۔

محفل حسن قراءت میں قاری محمد حسن عارفوالہ، قاری ذوالفقار مجاہد، قاری ناصر وقار، قاری صدیق الحسن نے تلاوت کی ان کے بعد یاسر ریاض نے مولانا حبیب الرحمن یزدانی شہیدؒ کے انداز میں تقریر کی۔ قاری عبدالودود عاصم نے مختلف ائمہ حرمین شریفین کے انداز میں قرآن کریم کی تلاوت کی۔ قاری سعیداللہ سعید البخاری نے قاری عبدالباسط کے انداز میں تلاوت کی جس پر سامعین جھوم اٹھے۔ استاذ القراء قاری عنایت اللہ ربانی کاشمیری کے صاحبزادے ابوبکر کاشمیری نے بہت خوبصورت انداز اور معصومانہ آواز میں تلاوت کی سعادت حاصل کی۔ کاشمیری صاحب نے شرکاء محفل سے اپنے خطاب میں وعدہ لیا کہ آپ بھی اپنے بچوں کو قرآن کا قاری و حافظ بنائیں گے۔ آخر میں استاذ القراء قاری محمد ادریس العاصم نے تلاوت کی۔ قراء کرام کی تلاوتوں کے بعد پروفیسر مولانا عبدالرزاق ساجد اور قاری یعقوب فیصل آبادی کا خطاب ہوا۔ اسٹیج پر علاقہ بھر کے علماء و معززین علاقہ تشریف فرما تھے۔ الحمدللہ محفل اذان فجر تک جاری رہی، اطراف و اکناف سے آئے ہوئے سامعین ساری رات ہمہ تن گوش ہو کر سماعت قرآن کا لطف اٹھاتے رہے۔ (رپورٹ: قاری محمد حسن سلفی خطیب مرکزی جامع مسجد طوبیٰ اہل حدیث 0300/0313-9472384)

دعائے مغفرت

جامع مسجد محمدی اہل حدیث (حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدیؒ) کے موذن بابا جی محمد یعقوب 20 ستمبر بروز ہفتہ مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم خوش مزاج، صوم وصلوٰۃ کے پابند اور توحید پرست انسان تھے۔ حضرت حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ، علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ، حافظ عبدالقادر روپڑیؒ، حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدیؒ کے خدمات دینیہ کے معترف تھے۔ جب بھی ان شخصیات کا ذکر کیا جاتا تو آبدیدہ ہو جاتے اور بخشش و مغفرت کی دعائیں کرتے۔ قارئین دعا کریں اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین

(دعا گو: حافظ محمد لقمان عظیم میر محمدی)

قرآن وسنت کانفرنس

جماعت اہل حدیث ہیر کھائی کے زیر اہتمام مورخہ 11 اکتوبر بروز ہفتہ 2014ء بعد از نماز عشاء قرآن وسنت کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس میں حافظ عبدالوہاب روپڑی، مولانا امیر حمزہ، مولانا عنایت اللہ ربانی، مولانا عبدالرزاق طاہر، مولانا ثناء اللہ فاروقی، حافظ مقصود احمد ربانی و دیگر علمائے کرام خطابات فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ

(منجانب: محمد نواز ساجد 0300-4787986)

ضرورت سکول ٹیچر

دارالعلوم تقویۃ الاسلام و مدرسہ غزنوی شیش محل روڈ لاہور کو ایسے متدین ہمہ وقتی اساتذہ کی فوری ضرورت ہے جو نویں اور دسویں جماعت کو انگریزی اور ریاضی پڑھانے کا تجربہ رکھتے ہوں، معقول معاوضہ دیا جائے گا۔ (رابطہ: سید جنید غزنوی مہتمم ادارہ ہذا 0335-1443583)

ضرورت رشتہ

دو بہنیں بڑی کی عمر 23 سال تعلیم ایف اے مع قرآن مجید کا ترجمہ پڑھی ہوئی ہے اور چھوٹی کی عمر 20 سال تعلیم بی اے اور قرآن پاک

کا ترجمہ پڑھی ہوئی ہے۔ ہم عمر، نیک وصالح اہل حدیث برسر روزگار فیملی رابطہ کریں۔ ذات کی کوئی قید نہیں، نیز لاہور گردونواح کو ترجیح دے جائے گی۔ (عمر فاروق تابانی 0307-4776970)

افتتاحی درس قرآن

حفظ وتجوید وقراءت کی عظیم ومعیاری درسگاہ ربانیہ اسلامک سنٹر امیر پارک جناح روڈ گوجرانوالہ میں نئے تعلیمی سال کا عظیم الشان افتتاحی درس قرآن 29 اگست بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر منعقد ہوا۔ تلاوت کلام مجید کی سعادت قاری عدنان شفیق نور پوری نے حاصل کی اور قاری محمد ابوبکر ربانی کاشمیری نے بہت خوبصورت لہجے میں حمد ونعت پڑھی اور حاضرین سے خوب داد وصول کی۔ بعد ازاں شیر پنجاب مولانا منظور احمد نے سیرۃ النبی ﷺ کے عنوان پر بڑا دلنشین خطاب فرمایا جسے حاضرین خواتین و حضرات نے بہت پسند کیا۔ آخر میں ادارہ کے مدیر اور شعبہ تجوید کے استاد مولانا عنایت ربانی کاشمیری کو پروگرام کی کامیابی پر مبارکباد بھی دی۔

(منجانب: قاری عثمان سلفی مدرس ادارہ ہذا)

سیرۃ امام اعظم ﷺ ودفاع پاکستان کانفرنس

تحریک جوانان پاکستان وتحریک دعوت وتبلیغ کے زیر اہتمام مورخہ 27 ستمبر بروز ہفتہ بمقام بلدیہ گراؤنڈ اوکاڑہ میں مولانا محی الدین لکھوی کی صدارت میں بڑے تزک واحتشام سے منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں علامہ حافظ ابتسام الٰہی ظہیر، جنرل حمید گل (سابق سربراہ آئی ایس آئی)، حافظ عبدالوہاب روپڑی، مولانا امیر حمزہ، مولانا محمد حسین میمن، مولانا منظور احمد، مولانا عبدالمنان راسخ، حافظ محمد یوسف پسروری، مولانا محمد نواز چیمہ، قاری محمد یٰسین بلوچ، قاری خالد مجاہد و دیگر علماء خطابات فرمائیں گے۔ (منجانب: تحریک جوانان پاکستان وتحریک دعوت وتبلیغ پاکستان)

بقیہ: درس حدیث

رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو آپ نے دو ستونوں کے درمیان رسی بندھی ہوئی دیکھی تو آپ نے سوال کیا یہ رسی کس مقصد کے لیے باندھی گئی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ام المومنین سیدہ زینب ؓ کی رسی ہے جب وہ عبادت کرتے ہوئے تھکاوٹ کی صورت میں سستی دور کرنے کے لیے اس کے ساتھ لٹک جاتی ہیں، آپ نے فرمایا: اس کو کھول دو تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک نماز پڑھے جب تک تم فرحت اور نشاط محسوس کرو، جب وہ تھک جائے تو وہ سو جائے۔" (بخاری بشرح الکرمانی کتاب التھجد باب مایکرہ من التشدید فی العبادۃ ج6 ص191 رقم الحدیث:1150 مسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب امر من نعس فی صلاتہ ج3 جز6 ص60 رقم الحدیث:784)

نماز ادا کرنا اور راتوں کو اللہ کی عبادت کرنا ایک محبوب ترین عمل ہے لیکن اس میں بھی میانہ روی اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے کیونکہ میانہ روی سے انسانی معاشرے سے پریشانی وتکلیفیں دور ہوتی اور زندگی پرسکون اور قیام امن کا باعث بنتی ہے۔ اس کے برعکس عبادت میں بھی شدت اور سختی کی وجہ سے انسان بسا اوقات اللہ کا نافرمان ہو جاتا ہے اور معاشرے میں ظلم و ستم کرتے ہوئے اس کے امن کو تہہ وبالا کر دیتا ہے، لہٰذا انسان کو چاہیے کہ اپنے تمام دینی اور دنیاوی معاملات میں دینی اقدار اور سنت رسول کو مدنظر رکھتے ہوئے میانہ روی اختیار کرے، یہی چیز معاشرے کو حسین بنا کر دنیا میں ہی جنت کا منظر پیش کرے گی۔

درس قرآن

مورخہ 28 ستمبر بروز اتوار 2014 بعد از نماز مغرب جامع مسجد سلفی اہلحدیث رنگ والا کارخانہ شالامار باغ میں

حضرت مولانا بلال احمد صاحب

(مدرس جامعہ اہل حدیث لاہور) درس قرآن ارشاد فرمائیں گے۔ (منجانب: الحاج قاری محمد علی سلفی مہتمم مسجد ہذا)

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH
CPL-104
LAHORE